

الحمد لله

سلسلہ اشاعت کتب اکابر کرام سلسلہ عالیہ برکاتیہ میں یہ  
مبارک مجموعہ

مسمیٰ بنام تاریخی  
مقاوضا طیبہ  
۵۴ ھ ۱۳

یعنی مکتوبات

حضور پر نور بقیۃ السلف حجۃ الخلف واقف اسرار شریعت و طریقت عارف موز  
معرفت و حقیقت زینت آراء مسند برکاتیہ غوثیہ مطہرہ حضرت مولانا حاجی  
حافظ قاری سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی  
آل احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضی السیدی  
بہ جمع و تصحیح و ترتیب و تشریح

فقیر خادم آستانہ برکاتیہ مطہرہ اولاد رسول محمد میان قادری

مطبع فصیح صادق پریس سیتاپور پٹنہ طبع ہو کر

دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہر ضلع ایٹہ

سے شائع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوة والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ وصحابہ أجمعین  
فقیر اولاد رسول محمد میان قادری برکاتی قاسمی غفر اللہ تعالیٰ لہ ان اوراق  
میں حضرت قدوۃ الاولیاء زبدۃ الکامین سید العارفین سید المتصلیین فی السنۃ  
والدین حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاجدار مسند برکاتہ مطہرہ زینت سجادۃ خوشیہ  
قادریہ مقدسہ سیدی و سندی مرشدی و مولائی مولانا الحاج حافظ قاری سید شاہ  
ابوالقاسم محمد اسمعیل حسن لقب بہ شاہ جی قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بالرضی السمرندی کے بعض مکاتیب شریفہ جو اگرچہ خاص اشخاص کے نام  
امضا فرمائے گئے۔ مگر اپنے مقاصد کے لحاظ سے عام اہلسنت برادران اسلام  
کیلئے انشاء اللہ الکریم جل مجدہ دارین بین مفید فوائد صوری و معنوی رہن اور حضرت  
مرشدی کے بعض فضائل صوری و معنوی کے مشعر جمع کرتا۔ اور تازی نام مفاد و ضلایہ  
سے موسوم کرتا ہے۔

ہر مکتوب کے اوپر عنوان ہوا اسکے نمبر شمار پر نیز نام و مقام مکتوب الیہ اور تحریر یا  
روانگی کی تاریخ پر جو خود حضرت کے روزنامچہ وغیرہ سے معلوم ہوئے۔ مشتمل ہے۔ فقیر  
نے قائم کیا۔ اور بعد کو خود اصل مکتوب تمام و کمال۔ یا اسکا محض و محصل خود حضرت ہی  
کی اصل عبارت و الفاظ میں درج کیا ہے۔ اور بعض مکاتیب کے ختم پر اور بعض کے  
اندربین القوسین اونسے متعلق بعض فوائد و ضروری تشریحات کا بھی ہوا کثر خود

خود اصل مکاتیب کی جمع و ترتیب و تحریر کا آغاز یکشنبہ ۱۳۵۲ھ کو قبل زوال ہوا۔ اور  
۱۳۵۳ھ کا دسواں چہرہ آج شنبہ ۱۳۵۳ھ کو تقریباً ایک اور بارہ بجیدن کے درمیان  
عربی سہارگی خانقاہ برکاتہ مارہرہ میں لکھا۔ محمد میان قادری۔



حضرت قدس سرہ کے روزنامہ سے ماخوذ ہیں اضافہ کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں  
ججا بجا مکتوب ایہم کی بعض تحریرات کے مضامین کے خلاصے ہی حضرت کے مفاد و  
عالیہ کی وضاحت کے لئے دیے ہیں۔ نیز جن صاحبوں کو حضرت نے کوئی نصیحت  
دینی فرمائی۔ اس کی تعمیل اور قبول پر مشتمل اگر ان کی تحریر یا اس کا خلاصہ مل گیا تو اس کا حوالہ  
ہی اس لئے دیدیا ہے کہ دیندار مسلمان ان کے اس اخلاص اور حق پسندی پر  
تحسین و آفرین کہیں اور خود ہی اس طریقہ مرضیہ پر چلیں۔ وہاں انا شرع فی المقصد  
بعون الملک المعبود۔

محمد میاں قادری عفی عنہ

بسملاً و حامداً و مفصلاً مسلماً

مکتوب۔ حضرت تانا صاحب قتلہ سید شاہ ابوالحسین احمد  
نوری میاں صاحب قدس سرہ کے نام ۶ جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ کو بمبئی ارسال فرمایا  
برآورد صاحب معظم کرم مظلکم۔ آداب تسلیمات کے بعد عرض یہ ہے۔ میں مستدعی  
صحاح مزاج عالی بخیر ہوں۔ نوازش نامہ صادر ہوا۔  
ہست درویشہ جو خاک بیختہ ؛ قطر ہائے آب بروئے ریختہ  
نے بہ پشت پا از گردے رس ؛ نے کف پارا از دردے رس  
آتش مزاج بودن زیباست بلہب ؛ تو مرد بو ترابی باید کہ خاک باشی  
فیقر عرض کرتا ہے یہ ایک طویل مکتوب مفید عام خلاصہ ہے۔ جس سے فقیر و بے



کی حقیقت واضح ہوتی اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سچے فقراء اور باخدا درویش وہ ہوتے ہیں جو اپنی تواضع اور کسوف اور اپنے ولی نعمت ابو تراب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے انتساب کی برکت سے ایسے ہوتے ہیں جیسے چینی ہوئی خاک کہ جس کے اوپر سے اور بانی چہرک دیا گیا ہو جس پر چلنے پھرنے سے نہ تو گرد اور کرپاؤں کی پیٹھ پر لگتی ہے نہ تلو و نکواد سے روندنے سے کچھ تکلیف پہنچتی ہے۔ اس زمانہ کے مدعیان فقر و درویشی اپنے فقر کو اس سچی کسوٹی پر کسین۔ اور باخدا درویش بنیں۔

مکتوب ۲۔ برادر صاحب مکرم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مرحوم کے نام سیدنا پور، ۲۳ رجب ۱۳۲۳ھ کو ارسال فرمایا

”تحریر کیا کہ کیسی شکایت اس امر کی کہ ہماری تکلیف کا ساتھی نہیں ہے نہ بین کرنا چاہئے ہم کسکے ساتھی ہوئے ہیں اور اپنا آل طہ کی علالت میں پٹہ جانا اور اسکے دفن میں شریک نہ ہونا تحریر کیا ہے۔“ فقیر عرض کرتا ہے یہ مکتوب صبر و ضبط اور اغماض عین کی تعلیم دیتا۔ نیز حضرت قدس سرہ کی تواضع و انکسار پر بھی مشعر ہے۔ برادر صاحب مرحوم کے جس عریضہ کے جواب میں یہ ارسال ہوا اس میں انہوں نے بعض اعزہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی تھی کہ وہ ہمیشہ صاحبہ محترمہ والدہ سید اولاد حسین مرحوم کی علالت مرض الموت کے زمانہ میں ہماری تکلیف میں ہمارا ساتھ دینا تو دور رہا مریضہ کے سر پر اپنی بے معنی نزاعوں اور چیخ پکار سے مریضہ کی شدید اذیت کا باعث ہوتے تھے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت اولاد حسین کے دکہ درد میں برابر انکے ساتھ رہے۔ اور کہی اونکو..... خصوصاً ایسے وقت میں کوئی تکلیف نہ پہنچائی۔ مگر یہاں باوجود اسکے تواضعاً و انکساراً اپنے آپ کو اور انہیں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دینے میں یکسان قرار دیا اور اس سلسلہ میں جس واقعہ یعنی آل طہ مرحوم طفل خرد سال عمری سید حسین حمید صاحب



مرحوم کے دفن وغیرہ میں اپنے شریک نہونیکا احوالہ دیا اور کسی ہی حقیقت یہ ہے کہ رو بروہ کیلئے پٹنہ کا جہلہ اہلسنت جسکے لئے حضرت نے سفر پٹنہ اختیار فرمایا۔ ایک ہم دینی کام تھا۔ اور وقت میں اس قدر گنجائش نہ تھی کہ آل طہ کے دفن میں شرکت کے بعد پیر آدمین ہی شرکت ہو سکتی۔ نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا۔ نہ بہانہ آل طہ کے دفن وغیرہ کیلئے حضرت کی کوئی ضرورت تھی۔ اس کے والدین اور دیگر بہت سے اعزہ موجود تھے۔ جو سب کام کر سکتے تھے اور باکسانی ہو گئے۔ نہ حضرت کی عدم شرکت دفن وغیرہ سے سوائے اس کے کہ شرکت نہوئی اور کوئی تکلیف کسی کو پہنچی تھی۔ پہر بھی حضرت نے ایک ضروری دینی خدمت کی شرکت کے خاطر مجبوراً یہاں اپنی عدم شرکت کو صرف تواضعاً و انکساراً اور انکی اوس انداز دہی کا سا ٹھہرایا۔

مکتوب۔ برادر صاحب کرم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مرحوم کے نام سیٹاپور  
۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو ارسال فرمایا

”والدین ماجدین کے اتباع و تابعداری و خدمت گزاری کی ہمائش کی“  
مکتوب۔ نواب سید محبوب علیخان عرف شہنشاہ پاشا کے نام ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ  
کو بمبئی ارسال فرمایا

”میں تمہارے واسطے یہاں بھی دعا کرتا ہوں۔ خط کے عدم ترسیل (نہ بھیجنے) کی شکایت جو لکھی میرا قاعدہ ہے کہ جب کوئی یاد کرتا ہے جواب دیتا ہوں ورنہ دعا دیتا رہتا ہوں۔“ فقیر عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں امراء و اہل دولت سے خط و کتابت میں حضرات علما و مشائخ کو اس قاعدہ پر عمل درآمد رکھنا بہت سی ذلتوں و سختیوں سے بچتا ہے ورنہ زمانہ ایسا لگا ہے کہ خواہ یہ محترم طبقہ کیسے ہی مخلصانہ بے غرض دنیا خط و کتابت کرے مگر اہل دولت میں سے سلام و ستائی بے غرض نیست سمجھا جاتا اور اس کے مطابق برتاؤ ہوتا ہے۔



مکتوب۔ انہیں کے نام ۵ محرم ۱۳۳۳ھ کو بمبئی ارسال فرمایا۔  
 ”میرا کام دعا کرنا ہے سو کرونگا۔ قبولیت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ میں کسی امر  
 کا مدعی نہیں ہوں۔ تمہارے بڑے بہائی (نواب سردار نواز جنگ بہادر) سے  
 بھی ایسا ہی کہہ دیا تھا گو اللہ تعالیٰ نے جو خواہشیں انہوں نے کیں تھیں پوری  
 کر دیں۔ آخری امر کہ نظام سے انہیں فائدہ ہو گا وہ بھی ہو گیا (ریاست دکن میں  
 ایک اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہو گئے) گو انہوں نے مجھے مطلع نہیں کیا۔“  
 مکتوب۔ نواب سید سردار علی خان صاحب سردار نواز جنگ بہادر کے نام  
 دوم ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ کو راجپور ارسال فرمایا

”اُن کے خط کا جواب اور اس امر کا دفع دخل کیا ہے کہ میں آؤنگا مگر میں مدعی نہیں  
 ہوں کہ آپ کے کام ہو ہی جاوے گا اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو وہ چاہیگا ہو گا۔“  
 مکتوب۔ ہاشمی بیگم صاحب کے نام، ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا  
 ”لکھ دیا کہ میں مدعی اس امر کا نہیں ہوں کہ حکمی کوئی کام کر اسکو صرف دعا مانگنا  
 جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے۔“ فقیر عرض کرتا ہے  
 ان تینوں معاوضات طیبہ میں حضرت کی اس عادت کریمہ کا بیان اور حضرت صوفیہ  
 کرام محبوبان خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اس اصل مستقیم کی تعلیم ہے  
 کہ قادر مختار حقیقی جل مجدہ کی عطا سے بہت کچھ قدرت و اختیار رکھنے کے باوجود  
 بھی آج کل کے ناکارہ محض مدعیان خامکار کی طرح اپنے قدرت و اختیار کی ڈینگیں  
 نہ مارے۔ اور دائرہ عجز و نیانے سے قدم باہر نہ نکالے۔ اور اس قادر مختار کے حقیقی  
 اصل قدرت و اختیار میں اپنے عارضی عطائی اختیار کو گم جانے۔ ان معاوضات  
 سے ہمارے حضرت کی بے طمع اور صاف گوئی ہی روشن ہوتی ہے۔ مدعیان  
 خامکار عوام اور خصوصاً امیر دن سے اپنا مطلب سیدھا کرنے کیلئے اپنی فرضی



حکومت و اختیار کی کسی کسی ڈینگین مارتے ہیں۔ مگر حضرت صاف فرماتے ہیں کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں۔ میرا کام صرف دعا کرنا ہے۔ اور اس کا قبول کرنا نکرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اس کی کوئی پروا نہیں فرماتے کہ اس اظہار حق سے اہل دنیا کی عقیدت میری طرف سے کسست پڑ جائیگی۔

**مکتوب ۸۔** استاد جان محمد کلکتہ والے کے نام ۲۹ مارچ ۱۳۳۲ھ کو دیوبند ارسال فرمایا ”جب کی تدبیر بہت اچھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرو اور خلوص پیدا کرو۔“ فقیر عرض کرتا ہے۔ یہ صاحب محبت کے توفیق کے طالب تھے۔ لہذا مناسبت مقام یعنی دیوبند کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ (جہان اسوقت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے حقیقی اتباع اور محبت کے دور کر دینے کا مرکز قائم ہے) جب کا وہ اصل الاصول توفیق تحریر فرمایا جس کا استعمال نہ صرف خلائق میں محبوب۔ بلکہ محبوب حقیقی جل مجدہ کا محبوب مطلوب بنادیتا ہے۔

**مکتوب ۹۔** انہیں کے نام ۱۱ شوال ۱۳۳۲ھ کو دیوبند ارسال فرمایا۔ ”اگر آپ اعمال خوانی کا شوق رکھتے ہیں تو بلا ترک جلالی و جمالی کچھ فائدہ نہیں ہے اور پورے شرائط سے پڑھنے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کو اگر منظور ہوگا تو اثر دیکھا جائے گا۔“

**مکتوب ۱۰۔** غلام حیدر صاحب کے نام ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کو ریاست راجست پور علاقہ گجرات ارسال فرمایا

”ہمزا کا عمل نہ میرے تجربے میں ہے نہ میں نے کرایا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو جو چاہیگا کتابوں میں لکھا البتہ ہے میں اسے مزہ سمجھتا ہوں آپ بھی اس سے باز رہیے۔“

**مکتوب ۱۱۔** پہوپہا صاحب سید حسین حیدر صاحب مرحوم کے نام ۲ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ کو سیٹاپور ارسال فرمایا



برادر صاحب معظم و مکرم علیہم السلام عرض ہے۔ نوازش نامہ پہنچا۔ مندرجہ پر مطلع ہوا۔ پہل اسماء شریفہ کی زکات کی ترکیب یہ ہے جو معمولہ خاندان ہے کہ اول واسطہ ترکہ بھائی و بھائی کے پہلار شنبہ سے جمعہ تک روزہ رکھے۔ شنبہ کے روز سے بقید صوم خمسہ اول یعنی پہل اسماء کے اول پانچ اسماء کو پانچ سو بار پڑھے۔ ایک ایک اسم کو علیحدہ علیحدہ پانچ سو بار اور اعتصام و اختتام صرف ایک بار پڑھے۔ اسی طرح سے دوسرے روز دوسرا خمسہ پڑھے اور تیسرے روز تیسرا اور چوتھے روز چوتھا اور پانچویں روز پانچواں اور چھٹے روز چھٹا ساتویں روز جمعہ ہوگا اور روز بعد نماز صبح ساتواں خمسہ پڑھے۔ اور بعد نماز جمعہ چالیس اسم میں سے پانچ رہ جائیں گے اور چھٹا جو ملحق کر دیا گیا یہ چھٹوں پڑھے۔ اس حساب سے پورے سات روز میں اکتالیس سو چھیترے خمسہ پانچ اسم کے جمع کرنے (یعنی آؤ) اور اس کے معنی ہیں کوئی غلبہ نہیں کر سکتا ہے اور پورے اسم کے معنی ہیں اسے پاک شدہ از اوصاف ناسرکہ پاک شونہ است از ہر بدی پس نیست هیچ چیز سے غالب شونہ برد از خلق او۔ اُلسن جس کے معنی دونوں جگہ زبان کے ہیں۔ فقیر عرض کرتا ہے پہو پہا صاحب سید حسین حیدر صاحب نے چہل اسماء مبارکہ کی ترکیب زکات دریافت کی اور اس کے بعض الفاظ کے معانی دریافت کئے اور انکی تصحیح چاہی تھی جو اس مکتوب میں فرمائی گئی۔

مکتوب ۱۲۔ مولوی عبدالقدیر صاحب کے نام بدایوں ۱۳ صفر ۱۳۳۲ھ کو ارسال فرمایا۔ پس از سلام مسنون بفضلہ تعالیٰ فیقر بخیر ہے اور آپکی خیر دعائیت کا طالب آپ کے کارڈ و زبانی برادر مہدی حسن سے مولانا صاحب مغفور و مرحوم کے وصال فرمائے کا حال دریافت کر کے جو صدمہ و رنج ہوا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جھک کر حقیقی بہائی کی طرح سے محبت تھی ہم لوگوں کے فخر تھے ہمارے خاندان کے کرن کرین تھے جس قدر انکی مفارقت ظاہری کا رنج کرین وہ



تھوڑا ہے مگر بجز جس کے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کچھ چارہ نہیں ہے لہذا جسے کرین  
اور مولانا صاحب کی واسطے دعائے حصول درجات قربت الہی اور نعیم اخروی کی میں  
اللہ تعالیٰ مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے بوارحمت میں مقام دے اور  
اپنی قربت خاص سے مخصوص فرمائے اور آپ کو اونکے کمالات ظاہری و باطنی کا  
مظہر بنائے اور اونکے علم و عمل کا آپ کو اصلی وارث و قائم مقام کرے آمین ختم  
فقیر نے بحجرواستماع اس وحشت اثر خبر کے چاہا کہ حاضر ہو کر فاتحہ خوانی میں شرکت  
کردن اور برکت کا حصہ لون مگر چونکہ دور روز قبل سے میری کمزوری میں دردمند تھا جس سے  
چلنے پہرنے میں تکلف تھا۔ اس سبب سے اس شب میں چلنے سے معذور رہا۔  
دوسرے روز مہدی حسن واپس آئے میرا ارادہ اس روز حاضری کا ہو رہا تھا  
کہ مہدی حسن کا بیان سنا گیا کہ مولانا صاحب نے دو وصیتیں مولوی عبدالمجید صاحب  
اور مولوی محب احمد صاحب کو فرمائی ہیں۔ اول تو اپنے اہل خانہ صاحبہ کے اتباع  
کی اور دوسرے یہ کہ وہ رسالہ جو جواب رسالہ مبحث الاذان مصنفہ محمد میاں  
سلطہ ربہ مولانا صاحب نے تصنیف فرمایا ہے اس کے شائع کرنے کی تاکید فرمائی ہے  
اور محمد میاں سلطہ ربہ کے رسالہ پر مولانا صاحب کی نارضا مندی اور اہل مدرسہ کی  
برافروختگی کی یہی رتوت بیان ہوئی مجھے مولانا صاحب کے طرز مزاج اور حلم و  
استقلال اور رادی روایت کے عادت اور بڑاؤ سے جو میرے ساتھ ہے۔  
و ثوق پورے طور سے نہوا اور نیز یہ بھی خیال میں آیا کہ کوئی امر ایسا نہیں ہوگا  
کہ جو مولانا صاحب کو اس درجہ تک ناراض کرے کہ اس کے جواب کے شائع کرنے  
کی وصیت فرمائیں۔ اور برافروختگی صاحبان مدرسہ کی حد تک پہنچے غایت الامر  
استقدر ہے کہ ایک فرعی مسئلہ میں استاد و شاگرد کی رائے میں اختلاف ہے یا  
صدا جہان مدرسہ کی رائے سے خلاف ہے تو یہ امر برافروختگی کا نہیں ہو سکتا



ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا ہی رہے گا مگر اس خیال سے کہ شاید یہ روایت  
 کچھ درست ہو میں نے اپنا ارادہ حاضری ہدایوں اور روز ملتوی کیا اس  
 قصد سے کہ برخوردار محمد میان سلسلہ جو قریب ایک ماہ سے سیدنا پور لکھنؤ میں ہیں۔  
 اور آئیوا لے جلد میں اونکو ہمراہ لیکر چلوں گا کہ وہاں چل کر وہ دیکھیں کہ مولانا  
 صاحب نے اونکی کس کس غلطی سے اونکو متنبہ کیا ہے اگر فی الواقع غلطی یا  
 سہو واقع ہوا ہے تو اعتراف کریں اور اگر فی الواقع نہیں ہے صرف محمد میان سلسلہ  
 کے طرز تحریر بیان سے اس کے غلط ہونے کا گمان ہوا ہے تو اسکو مکرر بیان  
 کر کے اپنے مکتون کا اظہار کر دیں ہنوز میں محمد میان سلسلہ کی دلیلی لکھنؤ کے انتظار  
 میں تھا کہ پرسون حضرت ابو المنصور مولانا محمد عبد الماجد صاحب مدظلہ کا بھیجا ہوا  
 ایک لفافہ گوشہ شادہ اس فقیر حقیق کے نام آیا اور اس کو کہولا تو معلوم ہوا کہ رسالہ  
 مباحث الاذان ہے اور ایک فرمان بھی جناب مدوح کا اس فقیر کے نام بھیجی جس  
 کی روایت کا کچھ یقین ہوا مگر جب صفحہ سر عنوان پر نظر پڑی تو مصنف دوسرے صاحب  
 علاوہ حضرت مولانا صاحب مرحوم معلوم ہوئے جس نے ہمدی حسن کی روایت کو  
 اشتباہ میں ڈالا کہ اونکی روایت تو مولانا صاحب کے مصنف ہونیکی سنی گئی تھی مگر  
 خیال آیا کہ مدرسہ قادریہ کا قاعدہ اکثر یہ ہے کہ تصنیف دوسرے کی ہوتی ہے اور  
 نام دوسرے کا لکھا جاتا ہے اس خیال پر سمجھا گیا کہ مولانا صاحب مرحوم نے اپنے  
 مدرسہ کے طریقہ پر دوسرے کے نام سے شائع ہونے کا حکم دیا ہوگا بہر حال کوئی  
 مصنف ہو دیکھنا چاہیے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ براقروختگی کی روایت بھی صحیح ہے  
 اس رسالہ میں بجز اس کے کہ براقروختہ ہو کر محمد میان سلسلہ کو الفاظ سخت اور مہینہ  
 سے یاد کیا ہے اور پردہ بہت خوب رکھا ہے کہ رسالہ (بحث الاذان جو درجہ میں)



تو مصنف محمد میان سلمہ ہے اور اس مباحث میں سخت کلامی کرنے کیلئے بتایا  
 مولوی احمد رضا خان صاحب کا جانا ہے اور جو قیاسات کی بنائیں تھیں ہیں وہ اکثر  
 غلط اور بعض غیر مطابق ہیں مولانا صاحب اور اہل مدرسہ خوب جانتے ہیں کہ محمد میان  
 سلمہ نے اگرچہ کچھ دنوں مدرسہ قادریہ میں پڑھا ہے مگر اس تنگ کو کہ دوسرے  
 سے تصنیف کر اگر اپنا نام ظاہر کرے یہی گوارا نہیں کیا وہ تو وہ فقیر نے ہی مدرسہ  
 قادریہ میں بہت حاضری دی ہے اور اس وقت حاضری دی ہے کہ جب تصنیف  
 اور تالیف کا بازار خوب گرم تھا اور تمام تر حضرت استاذی کے مصنفات طلباء اور  
 احباب کے نام سے شائع ہوتے تھے مگر فقیر نے اس تنگ کو بھی گوارا نہ کیا تو محمد میان  
 سلمہ جب ایسے خون سے ہے اور ایسے کی تربیت میں رہا ہے وہ کسی وقت میں اور  
 کسی طرح کسی دوسرے کی تصنیف اپنے نام سے شائع کرنا کب گوارا کر سکتا محمد میان  
 سلمہ کی غرض اس رسالہ کی تالیف سے محض اتہام ہے جو اس پر اور اس کے  
 بزرگوں پر (بدایونی تحریر آئینہائے خواہ خیال سے) صاف مترشح تھا اور ہماری  
 شرع مطہر نے حکم دیا ہے کہ مسلمان کو اپنے آپ کو اتہام سے بچانا چاہیے دوسرے  
 ایک سنت کے احباب میں شریک ہونا تھا۔ نہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف ذرا  
 نہ مدرسہ کی مخالفت یہ دونوں باتیں نہیں مگر صرف اس قدر ہی کہ جو اس سنت  
 (اذان خطبہ جمعہ محاذی مبسر بیرون مسجد) کو مانتا ہے اس سے موافق ہیں کیونکہ  
 جہاننگ اپنے علم و عقل و فہم کے موافق اقوال محدثین عظام و فقہائے کرام ملتے ہیں  
 اور ملتے ہیں وہ مطابق موافقین ہیں اور مخالفین نے جو ان کے رد میں استدلال پیش  
 کئے ہیں وہ ان اقوال سے مطابقت نہیں رکھتے لہذا موافقین کا قول ابھی تک  
 ہمیں لائق عمل معلوم ہوتا ہے اور یہ موافقت اور مخالفت محض دینی ہے اگر مخالفین  
 میں سے کوئی صاحب اپنے استدلال مخالفت کو فقہاء اور محدثین کے اقوال مستندہ



سے مطابقت دکھا دینگے ہم فوراً وہی مان لینگے امور دینی میں ضد اور ہٹ افشاست  
 کا ہرگز دخل نہ ہو گا مگر ایسے استدلال جیسے اس رسالہ مباحث الاذان میں ہیں وہ تو ذرا  
 ہی ہماری افہام ناقصہ میں نہیں آتے کہ مخالفین مسئلہ کے موید ہوں چونکہ یہ رسالہ  
 مجھے اور میرے نام بھیجا گیا اور خط ہی میرے نام تھا لہذا انہیں کو یہ گزارش کرنا ضروری  
 ہے کہ میں نے اس رسالہ کو دیکھا تین باتیں میرے ذہن میں آئیں اول محمد میان  
 سلمہ کو سخت زبانی سے یاد کرنا دوسرے مولوی احمد رضا خان صاحب پر غصہ تیسرے  
 وہی چند دلائل جو بکرات و مرآت موافقین مسئلہ نے رد کر دیے ہیں۔ ذرا انصاف  
 کیجئے جن الفاظ کے معنی و مفہوم سے آپ داخل مسجد ہونا ثابت کرتے ہیں وہ انہیں  
 الفاظ کے معنی و مفہوم سے خارج مسجد ہونا ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خارج مسجد کے  
 واسطے اور زیادہ دلائل پیش کرتے ہیں اور ان کے خارج مسجد کے معنی اختیار کرنے  
 کی واسطے موید ایک حدیث شریف ہی ہے جو صحاح میں موجود ہے آپ کے  
 پاس کوئی نہیں رہا مولوی احمد رضا خان صاحب پر غصہ وہ جائیں اور آپ صاحب  
 جائیں رہا محمد میان سلمہ کو برا بھلا لکھنا وہ اگر فی الواقع یہ رسالہ مصنف مولانا صاحب  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو استاد کو شاگرد کو جاؤ و بجا کہنے کا اختیار ہے اس کا  
 کچھ جواب کوئی نہیں دے سکتا اور اگر مصنف کسی دوسرے صاحب کا ہے تو ہمارے  
 اکابر سلف نے تبلیغ دین میں منبر و منبر صد ہا سال بالموافقہ سب و شتم سنا  
 ہے اور چونکہ دین حق کی تائید میں تھا لہذا بہت خوش ہو کر صبر کیا ہے ہمارا بھی  
 انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بزرگان سلف کی طرح عمل رہے گا نفس مسئلہ کا جواب اس  
 رسالہ کا اور وہ وجوہ جن سے اس رسالہ کے استدلال ہمیں نامضبوط معلوم ہوتے  
 ہیں انشاء اللہ تعالیٰ محمد میان سلمہ لکھنؤ سے اگر لکھ کر بھیجے اگر پیش کر دے گا یہ خلاف اپنی  
 اپنی سمجھ کے موافق ایک دینی فرعی مسئلہ میں ہے خدا نخواستہ کسی طرح سے رشتہ

محبت اور مراسم قدیم میں اپنی جانب سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگی آپ صاحبان کو اختیار ہے مسائل فرعیہ میں میرے اکابر سے اور آپ کے بزرگوں سے ہی بعض بعض میں اختلاف رہا ہے مثلاً لعن زید میرے بزرگ مجوز تھے اور حضرت استاذی قدس سرہ منع فرماتے تھے کفر ابوطالب میں میرے بزرگ ساکت مثل شیخ محدث دہلوی تھے اور حضرت استاذی قدس سرہ کافر جانتے تھے عینیت ذات و صفات باری تعالیٰ و تقدس میں بھی کچھ لفظی اختلاف تھا اور بعض مسائل فرعیہ اور ہی میں جنکی تفصیل تطویل ہے فقیر بعد آجائے محمد میان مسئلہ کے انشاء اللہ تعالیٰ واسطہ فاتحہ خوانی کے حاضر ہوگا جیسا سنا ہے اس وقت تک صاحبان مدرسہ کے غصہ میں ہی کچھ کمی ہو جائیگی فقط۔

۱۲ صفر ۱۳۳۲ھ دو شنبہ

از خانقاہ یرکاتیمہ مارہرہ فقیر اسمعیل حسن قادری آل احمدی بکرتی۔  
مکتوب ۱۳۔ بلونت راؤ کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ کو لنگ گور (ریاست حیدر آباد دکن) ارسال فرمایا۔

”سردار صاحب (نواب سردار نواز جنگ) تمہارے مرزئی میں ناراض ہوئے بہر راضی ہو جائینگے اپنا قاعدہ یہ ہے کہ امیرون میں جب کوئی یاد کرتا ہے جواب دیا جاتا ہے ورنہ اپنی طرف سے پہل نہیں کی جاتی ہے۔ لہذا میں (سردار صاحب سے) تمہاری سفارش دینا پہل نہیں کر سکتا۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ اس معاوضہ عالیہ میں امرا کیساتھ خط و کتابت میں اپنے معمول مقبول کے حوالہ کے علاوہ جسکے فوائد کی تشریح اور پرکزی۔ اسکی ہی تعلیم ہے کہ جب ایک نوکر اپنے آقا کے کسی بڑاؤ سے اپنا کچھ شکایت کا اظہار کرے تو یہی اس سے ایسا جواب دیا جائے جس سے اسے آقا کی طرف سے شکایت بڑھنے میں نہیں بلکہ دور ہونے میں مدد ملے۔

مکتوب ۱۴۔ والدہ آل مصطفیٰ بلہما کے نام دوم جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا



”حسین حیدر بہائی کے اپنے (حضرت کے) مرشد (حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم) قدس سرہ کے نام کو پتہ میں بہ ترک الفاظ تعظیہ لکھنے پر اپنی ناراضی ظاہر کی۔“ فقیر عرض کرتا ہے۔ اس مفاوضہ عالیہ میں ادب مرشد ہر حال میں ملحوظ رکھنے کی تعلیم اور حضرت قدس سرہ کے دل میں اپنے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کا جواب و احترام تھا اور سکا ہی اظہار ہے۔

مکتوب ۱۔ عمہ صاحبہ مرحومہ والدہ پیر میان صاحب کے نام عرہ شعبان ۱۳۳۲ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

”لکھا کہ وہ پیر میان کو فہمائش کریں کہ تنھے خان (مرحوم موزن مسجد حضرت جدی قدس سرہ) پر ناراض نہ ہوں اور ان کے حال پر چھوڑ دین اگر وہ چلے گئے تو مجھے روجی صدمہ بسبب (بے انتظامی) مسجد ہوگا۔

مکتوب ۲۔ انہیں عمہ صاحبہ مرحومہ کیلئے دوم شعبان ۱۳۳۲ھ کو لکھنؤ بھیجا۔

”پیر میان تنھے خان کو کچھ نہ کہیں اور ان کے حال پر رہنے دین اگر وہ چلے گئے تو مسجد بلا نگران رہ جائیگی جو مجھے صدمہ روجی پہنچائیگی۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے ان دونوں مکتوبوں سے حضرت کی مسجد سے گریہ و گدگی معلوم ہوتی۔ نیز خدمت مساجد کی تعلیم ملتی ہے۔ وقال عز وجل انما یمر مسجد الامن بالمد الایہ۔

مکتوب ۳۔ محمد میان کے نام دوم شعبان ۱۳۳۲ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

اب تم آجائو۔ بریلی اور لودھان میں (حضرت مولانا) مولوی احمد رضا خان صاحب سے بھی مل لو گے وہ آجکل محضہ میں ہیں اور پر کیا حملہ ہے دین پر حملہ ہے

مکتوب ۴۔ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کے نام ایام مقدمہ بدایون متعلقہ مسئلہ اذان خطبہ جمعہ بریلی تحریر فرمایا۔

فخر الافاضل صدر الاماثل افضل العلما اہل الفضل و الامت برکات افادہم عنینا۔

پس از تسلیم مالوت بالوت تعظیم متمس ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر عافیت مزاج مبارک کا مستعدی۔ فقیر کو اس حملہ نامرضیہ کا جو بٹنا ہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے نہایت رنج ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی صاحب قدس سرہ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاوے دیکھے ہیں۔ یاب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دین داروں کو روحی صدمہ اور بد مذہبوں کو موقع شتمات اور خوشی کا ملگیا ہے اگرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا کچھ نہیں۔ مگر معاندین اور مخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا فقیر اگرچہ آپ کی کسی ظاہری اعانت کے لائق نہیں مگر ہمت دل سے دعا کر رہا ہوں کہ اس غم سے باحسن وجہ آپ کو طمانینت حاصل ہو۔ اور آپ کے دست و قلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے۔ اور مخالفین دین کو ذلت پہنچتی رہے۔

مکتوب ۱۵۔ نواب سید سردار علی خان صاحب سردار نواز جنگ بہادر کے نام ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ کو لنگ گور ریاست حیدر آباد ارسال فرمایا۔

سید صاحب جمیل المناقب رفیع المناصب او صلہ اللہ تعالیٰ الی ما یتمناہ۔ پس از سلام سنون و دعا ہائے ترقیات اقبال و عمر و دولت مشحون واضح رائے گرامی ہو بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر عافیت آپ کی مع متعلقین مطلوب آپ کا عنایت نامہ پہنچا مندرجہ سے مطلع ہوا جس مشرب کے ہم تقال ہیں اس میں کسی سے رنج کہنا کب جائز ہے اگر کسی نے کچھ خلاف کہی تو اگر ہم اس کے مستحق تھے تو اس کی کیا بیجا نیت ہے اور اگر ہم مستحق نہ تھے تو اللہ تعالیٰ جو چاہیگا اس کا بدلہ کرے گا بہر حال میں ناخوش نہ تھا امیر دن کا قاعدہ ہے کہ کبھی خوش کبھی ناخوش یہ معمولی بات ہے مگر اس وقت آپ کی اس تحریر سے البتہ رنج ہو کہ آپ نے بلا سمجھے اور بلا عمیق نظر



ڈالے ایک رائے خلاف قائم کر لی۔ یہ تو آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ جو نسبت آپ کو  
 مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو پشت سے ہے وہ  
 ہی نسبت جناب مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محمد میان سلمہ سے پانچ پشت سے  
 ہے اور انشا اللہ تعالیٰ ریگی آپ نے مسائل فقہیہ فرعیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے  
 اس سے کوئی ذاتی مخالفت اور پرانے تعلقات کو سوہان روح ہونا یکے مان لیا  
 اگر آپ کا یہ مستخرجہ نتیجہ مان لیا جائے تو صحابہ سے لیکر آج تک کوئی آپس میں  
 ایک دوسرے کو سوہان روح پہونچانے اور ذاتی مخالف ہونے سے نہیں بچتا  
 امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ادن کے تلامذہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
 سے سیکڑوں مسائل فرعیہ میں اختلاف رائے ہے کیا وہ حضرات آپس میں خدا  
 نخواستہ ایک دوسرے کے ذاتی مخالف اور عداوت سے سب سے بڑھ کر یہ دیکھتے کہ میرے  
 اور آپ کے اور جناب مولانا صاحب کے آقائے معظم و شکر اعظم حضرت غوث  
 الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزاروں حضور کے غلام جان نثار اور مین اور  
 مولانا صاحب اور ہمارے اجداد قدس سرہ ہم مسائل فقہیہ میں دوسرے  
 مذہب کے پابند اور مقلد ہیں ہمارے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہاں تھے اور ہم  
 سب حضور کے تبار نثار خدام تنفی ہیں یہاں تک آپ تو خود حضور رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی اولاد ہیں مین اور تنفی ہیں۔ تو کیا آپ کو ذاتی مخالفت ہے اور حضرت کو  
 سوہان روح پہونچاتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں محمد میان سلمہ کا رسالہ (مبحث  
 الاذان) صرف ایک مسئلہ فرعیہ کے انکشاف میں ہے جو ادن کو متبع کتب احادیث  
 شریفہ و فقہ متبعہ اور اقوال محدثین و فقہائے کرام سے منکشف ہوا وہ انہوں  
 نے قلمبند کر کے طبع کیا اگر سب سے اول مولانا صاحب کی خامت میں بیجا یہ معاصم نہ  
 تھا کہ صاحبان مدرسہ اب مسائل فقہیہ فرعیہ میں ہی اپنی خلاف رائے والے

کو (ذاتی) مخالفت اور عدد و گنہیں گے مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو افضل  
 تعالیٰ عالم و کامل تھے انہوں نے تو زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا ہو گا کہ اس مسئلہ  
 میں آپس میں رائے کا اختلاف ہے مگر مولوی صاحب احمد اور اوان کے صاحبزادے  
 وغیرہم نے اسکو مخالفت ذاتی پر مبنی کیا اگر یہی وہی مخالفت ذاتی مخالفت ہے تو  
 اول حضرت سیدہ المسلول مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ اور تاج الاول  
 مولوی مولانا عبد القادر صاحب قدس سرہ میں باپ بیٹوں استاد شاگرد پر وہ بد  
 میں بدرجہ اولیٰ ہے مولوی حضرت فضل رسول صاحب قدس سرہ نیز پلیدہ بہ  
 لعنت کرتے تھے اور مجوزین لعن میں تھے اور ہمارے حضرت استاد ساکتین میں  
 تھے لعن نہیں کرتے تھے حالانکہ حضرت استاذی قدس سرہ نے بارہا مجھ سے  
 ارشاد فرمایا کہ حضرت والد ماجد مجھ کو اس مسئلہ کے بارے میں اکثر ارشاد فرماتے تھے  
 مگر میرے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت کو تیزی آہانی تھی اس سے بڑا کر  
 اور یہ ہے کہ میرے حضرات قدس سرہ ہم ہی مجوزین لعن تھے تو اگر یہ ذاتی مخالفت  
 تھی تو حضرت استاذی قدس سرہ ہرگز گوارا نہ فرماتے کفر ابو طالب میں مولوی احمد رضا  
 خاں صاحب کا ایک رسالہ ہے۔ اور اس میں کفر ثابت کیا ہے۔ حضرت استاذی  
 قدس سرہ نے اسکی تصدیق فرمائی ہے۔ میرے بزرگ قدس سرہ ہم اس  
 مسئلہ میں ساکت تھے۔ جیسے شیخ میرٹ دہلوی ساکت ہیں اگر یہ ذاتی مخالفت ہے  
 تو میرے سب بزرگوں سے ذاتی مخالفت قائم ہوتی ہے جو کسی طرح سے قابل  
 قبول نہیں ہے اس مسئلہ کفر ابو طالب کا جب میں نے اول اول رسالہ دیکھا میں  
 اتفاق سے اسوقت بدایون تھا۔ میں وہ رسالہ لے ہوئے حضرت استاذی قدس  
 سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے بھی اسکی تصدیق فرمائی ہے۔  
 فرمایا کہ میری رائے میں راجح قول یہی ہے اگرچہ اہلبیت ایمان کی طرف گئے ہیں



میں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو جو رسالہ اودن میں  
 اظہیرت سے مراد سادات زائقیہ میں لکھ فرمادے گا تو اس میں  
 اس اپنے اور میرے اختلاف پر ظاہر فرمایا اگر اس میں لکھ فرمادے گا تو  
 قویب و خلعت ہوں گے مگر خدا تعالیٰ کے اختلاف ایک دوسرے کے خلاف پانی  
 نہیں ہے خود ایک اہم کوں اسلام نماز ہے کہ اگر اس کے مخالفت میں اس میں  
 اختلاف ہیں۔ کوئی منع یدین کرتا ہے کوئی نہیں کرتا کوئی فاقہ طاعت الامام نہیں  
 ہے کوئی منع کرتا ہے جس علی ہذا مگر ایک دوسرے سے عداوت یا ذاتی مخالفت  
 نہیں ہے۔ یہ شتے نوزہ از نوزاد ہے کہ ان تک نماز اذن اب تہوڑا سا حال  
 محمد میان مسئلہ کے رسالہ شائع کر نیکی ضرورت کا شرر کرتا ہوں وہ بد بکندہ رسی لاپرواہ  
 یہ مسئلہ طبع ہو کر بارہرہ پہونچا ہدی حسن کے اول دیکھا ہے مجھے نماز بندہ کے وقت  
 دیکھا کہ کہا گیا کہ مسئلہ بہت مدلل معلوم ہوتا ہے ہم اپنی مسجد میں اس پر عمل کرانا  
 چاہتے ہیں۔ میں نے ہی دیکھا ذاتی استناد کے ساتھ تھا میں نے اسے دیکھا  
 کہ کہا کہ میں اس کے بارہ میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا بہت کتابیں دیکھ لیوں گا  
 کہو زکا لکھ میں بادی اس وقت نہیں ہو سکتا اگر آپ لوگ شروع کر آتے ہیں تو میں  
 مانع ہی نہیں ہوں بہر حال اس جہد کو اذان فہیل مسجد پر ہونی۔ اس کے بعد  
 میں نے اور محمد میان مسئلہ کے گہر پر آکر بہان تک اپنا علم اور فہم تھا۔ اس سے  
 تک اس مسئلہ کی تنقیح کی بالکل صحیح معلوم ہوا اس کے بعد سے برابر مسجد خانقاہ  
 یرکاتہ میں سرکار کلان و نور دین اذان جمعہ بیرون مسجد ہونے لگی۔ اس کے بعد  
 وہاں بیان بریلی اور کانپور وغیرہ کے اور بعض رام پور یوں کے رسائل وغیرہ  
 اس فتوے کے خلاف میں آئے مگر بالکل نامضب و باقون سے بہرے ہوئے  
 اسے کوئی مضبوط استناد اودن میں نہ تھا اودن کے دیکھنے سے زیادہ تردد و شک  
 اذہا پاک فرزند و امین ہے ۱۲۔ محمد میان

اذان بیرون مسجد پر ہوا بہر حال بجاری مسجد میں اذان باہری ہوتی رہی یہاں تک  
 کہ عرس شریف <sup>جی</sup> الا عظم حضرت سید شاہ ابوالحسنین احمد زوری قدس سرہ کا وقت  
 آیا اور اس میں بغرض شرکت مولانا عبدالمقدر صاحب معہ اپنے اعزہ مولوی  
 عبد القدیر صاحب و مولوی عبد الماجد اور محب احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے  
 وغیرہ صاحبان موصولان مدرسہ عالیہ قادریہ آئے اور مولانا مولوی احمد رضا خان  
 صاحب بھی آئے مولانا عبدالمقدر صاحب معہ اپنے بعض ہمراہیوں کے فقیر کے تکیہ  
 پر مقیم ہوئے اور مولانا احمد رضا خان صاحب ہمدی حسن کے مکان پر مقیم ہوئے ایام  
 قیام میں ایک روز مولوی محب احمد نے تذکرہ اس مسئلہ کا چھپڑا جناب مولانا صاحب  
 ہی تشریف فرما ہیں میں نے فہم ناقص کے موافق جواب دے کر خود دار محمد میان  
 سنہ بھی آگیا اس نے بھی جواب دے۔ ہمارے جواب لا جواب دیکھ کر مولوی محب احمد  
 نے اپنی تقریر کا رخ بدلا کر ایسے کلام کہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیں کچھ نہ جانتی  
 طرفدار مولوی احمد رضا خان صاحب کا جانتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ خود  
 سمجھ لیں کہ مراسم محبت و مروت اور تعلیم اور تعلم و قدامت رشتہ تو مسل جو فقیر کو حضرات  
 اکابر مدرسہ قادریہ کیساتھ ہے اسکا عشر عشیر مولوی احمد رضا خان صاحب سے  
 نہیں اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ معاملات دنیاوی میں تو مولوی احمد رضا خان صاحب  
 ہمارے اعزہ مخالفین کیساتھ ہیں۔ مگر یہ معاملہ دینی ہے اگر ہمارا جانی دشمن بھی  
 دین کے امر میں حق پر ہو گا تو ہم کیا بلکہ سب سچے مسلمان اس کیساتھ ہونگے۔  
 بفضلہ تعالیٰ یہاں اس وقت سب پڑھ لکھ ہوئے صاحبوں کا مجمع ہے ہمیں  
 احوال مفسرین و محدثین و فقہاء سے اس مسئلہ کو اپنا سا سمجھا دیجئے۔ ہم پھر مسجد  
 کے اندر اذان دلوانے لگیں گے اور بہتر تو یہ ہے کہ اس وقت آپ دونوں  
 طرقت کے صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس آستانہ کا خادم و



متوسل سمجھتے ہیں اور ہم سب آپ دونوں کو اپنے خاندان کا رکن کہیں سمجھتے ہیں  
 دونوں طرف واسے بالمو اچہ بیٹھکر اس مسئلہ کو صاف کر لیں مگر محب احمد صاحب  
 اور ادون کے صاحبزادہ وغیرہم نے اس میں طرح طرح کی گزیرانہ گفتگو کر کے  
 مولانا صاحب کو اس پر نہ آنے دیا میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ ادون  
 سے اگر بالمو اچہ کلام فرمانا نہیں چاہتے تو اپنا مسئلہ آپ ہم ہی کو سمجھا دیں ادون  
 کے مستند دلائل بتا دیں تو ہم جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب سے کہیں کہ اسکا  
 کیا جواب ہے اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو ادون سے کہیں کہ آپ اپنی رائے کو دہیں  
 لینے کا اظہار کیجئے۔ اور اگر وہ جواب مدلل دین تو آپ سے عرض کریں آپ مان لیں  
 اس پر بھی لوگوں نے مولانا صاحب کو نہ آنے دیا مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس  
 سے کچھ فائدہ نہ ہوگا نکر بڑھیکا میں نے کہا کہ اس سے ضرور اس قدر فائدہ ہوگا کہ  
 اگر وہ خواہ مخواہ آپ کے دلائل نہ مانیں گے۔ تو لوگوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ بر خلاف  
 انصاف ہیں۔ اور کم از کم فائدہ یہ ہوگا کہ ہم لوگ تو مسئلہ کی حقانیت سمجھ جائیں گے  
 مگر مولانا صاحب نے کچھ توجہ نہ کی اس مسئلہ کا ذکر ہی چھوڑ کر اور باتیں ہونے لگیں ادون  
 کے بعد مولانا صاحب کئی روز یہاں تشریف رکھتے رہے مگر تصفیہ پر آمادہ نہ ہوئے  
 یہاں سے تشریف لے جانے پر چند روز کے بعد ایک فتویٰ مولوی ابراہیم کی جانب  
 سے شائع ہوا جس کے مصدقین میں مولانا صاحب بھی تھے ادون میں یہ لکھا  
 تھا کہ صاحبزادگان مارہرہ کے کہنے کے بموجب تحریر ہوا اس فتوے میں بھی بالکل  
 دلائل مضبوط نہ تھے وہ ہی تھے جو وہاں بیان بریلی وغیرہ یا مخالفان رامپور وغیرہ نے  
 کہے تھے اور جنکا رد اہل تحقیق نے بہت واضح اور لائحہ کر دیا تھا مگر اس فتویٰ کا جواب نہ  
 مولوی احمد رضا خان صاحب نے لکھا اور نہ ہم لوگوں نے کچھ عرض کیا۔ کہ ہم نے جو

سے مراد تھی کہ ہم نے ایک خط اس فتویٰ کے لکھنے والے مفتی صاحب کو لکھا تھا جس میں یہ امر ادون کو کہا دیا گیا تھا کہ ہم نے  
 کس چیز کا اصرار کیا تھا اور اسکو آیت کس حد تک مانیں اور خواہ اسکی تحریر و اشاعت کا باعث میں کیوں بنایا  
 جاتا ہے اس سے ناگوار اس فتویٰ کا رد جواب یہ کہ نہیں لکھا تھا ۱۲۔ محمد میان

عرض کیا تھا وہ کب مانا گیا ہم نے فتویٰ تحریر کرنے کو کب کہا تھا اور فتویٰ یہی ایسا کہ  
 ہو ہمارے مدرسہ عالیہ کی شان علمی کے بالکل لائق نہیں ہے۔ اس خاموشی پر لچا ٹانگہ کے  
 پہرہ و سراشتہار صاحبان مدرسہ نے لکھا تیسرے رد لکھو یا مگر ہم لوگوں کو اس سے کوئی  
 غرض نہیں ہوتی مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے تیسرے رد کے بعد رد و  
 جواب ہوا جو مارہرہ میں حضرت بہائی صاحب قدس سرہ کے عرس ۱۳۳۵ھ  
 میں شائع ہوا مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عرس میں نہ تھے ہم لوگوں  
 نے اس سے کوئی حصہ نہیں لیا کہ دونوں صاحب جائیں اور ہمیں۔ مولوی احمد رضا  
 خان صاحب والے اس اشتہار کا جواب مولوی عبدالماجد صاحب نے عرس ہی  
 میں قلمی عبدالواحد کے نام سے لکھا جسکو غلام شہر صاحب فقیہ کے پاس لائے میں نے  
 اسے دیکھا اور غلام شہر صاحب سے کہا کہ اسمیں جواب تو کسی مسئلہ کا ہے نہیں صرف  
 مولوی احمد رضا خان صاحب کو سبب شتم ہے میری رائے میں تو اسکا اسقدر جلد اور  
 بے سوچے شائع کرنا نہیں چاہئے بلکہ بجائے اس کے یہ ہونا چاہیئے کہ آپس میں  
 جو ذاتی کوئی رنج ہو وہ صاف کر لیا جائے اور مسئلہ کو بھی بڑا نفسانیت یکے با دیگرے  
 صاف کر لیں تو بہت اچھا ہے۔ غلام شہر صاحب نے بھی میری اس رائے کی  
 پسندیدگی ظاہر کی اور کہا کہ اچھا ابھی شائع نہ ہو گا میں نے یہ بھی کہا کہ اگر شائع  
 بھی ہو تو اس میں یہ فقرہ نہ ہو کہ جسکا مفہوم اور محصل یہ ہے کہ صاحبزادوں میں  
 سے جو اس مسئلہ میں اس پر ہیں۔ کہ اذان مسجد سے باہر ہو وہ فریب اور چکر میں ہیں  
 کیونکہ جب یہ ہو گا تو ہمیں ہی ضرور لکھنا ہو گا۔ کہ ہم فریب اور چکر میں نہیں بلکہ ہمیں  
 تحقیقات علمائے سلف اور محققین مذہب کے اتباع سے یہ مسئلہ اسی طرح سے حق  
 معلوم ہوتا ہے۔ غلام شہر صاحب وعدہ عدم اشاعت کر کے چلے گئے مگر بعد کو  
 معلوم ہوا کہ وہ اشتہار قلمی لکھوا کر شائع کر دیا گیا اور ایک درگاہ معلیٰ کے بڑے



دروازہ خانقاہ پر لگوا دیا گیا۔ اس اشتہار کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو چوٹ اپنے منہ میں  
 زادوں پر کی گئی تھی۔ وہ بدستور ہے عبد الماجد صاحب تو ملے نہیں۔ کیونکہ وہ بخوان  
 اپنے بزرگوں کے طریقہ کے صاحبان سرکار غور سے مراسم بہت زیادہ رکھتے ہیں  
 اور انہیں سے اونکو دلچسپی ہے مگر جو صاحب ملے ادن سے کہا گیا کہ عبد الماجد  
 صاحب نے سیکار ہم فیکردن کو بھی اپنے خلاف کچھ لکھنے پر مجبور کیا اور باوجود منع کرنے  
 کے ہم پر چوٹ کی کہ جس سے عوام کی نظر میں ہمارا فریب اور چکر میں پھنسا ہونا ظاہر  
 ہوتا ہے لہذا وہ دلائل کہ جن سے ہم اس مسئلہ کو حق جانتے ہیں۔ لکھ کر پیش کرنا  
 چاہیے۔ یہ سبب محمد میان کے رسالہ لکھنے کا ہوا اور ہنوز محمد میان سلمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ  
 نکال نہیں لکھ لیا تھا کہ بدایون اپنے خسر کے طلبیدہ گئے مولانا صاحب کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے وہاں بھی اسکا ذکر آیا محمد میان سلمہ نے بمواہمہ مولانا صاحب و  
 مولوی عبدالقدیر صاحب و دیگر صاحبان مدرسہ کہا کہ آپ سب صاحب اس مسئلہ  
 کو مجھے سمجھا دیں جو حق ہو گا وہ بلا انفسانیت مان لوں گا مگر کسی صاحب نے کچھ مسکن جواب  
 نہ دیا اور واقعی یہ ہے کہ یہ مسئلہ از روئے تحقیق بھیجیے ہی کہ اذان خارج مسجد ہوا اگر  
 حضرت تاج الفحول قدس سرہ اسوقت پردہ فرمائے ہوئے ہماری ظاہری نظروں  
 سے نہ ہوئے تو اس مسئلہ کو اور زیادہ قوی دلیلوں سے ثابت فرما دیتے کہ اذان مسجد  
 کے باہری چاہیے محمد میان سلمہ نے بعد واپسی بدایون رسالہ کی تکمیل کی اور طبع کر اکر  
 مولانا صاحب کی خدمت میں جو اپنی تحقیقات تھی بھیج دی اس رسالہ کا نام بحیث  
 الاذان ہے اگر آپ کے پاس ہو تو اسکو دیکھئے کہ اول سے آخر تک جناب مولانا  
 صاحب کی کہیں خدا نخواستہ توہین یا اہانت ہے بلکہ مولانا صاحب سے تو زمین خطا  
 بھی نہیں۔ عبدالواحد وغیرہ سے بکمال تہذیب اور ان کے استدلال کے ضعف

اور اپنے دلائل کی قوت بیان کی ہے یہ رسالہ مولانا صاحب کی خدمت میں تین چار ماہ قبل از وصال پہنچایا گیا تھا مولانا صاحب نے اسکو دیکھا مگر کسی طرح کا اپنا تکرار و تامل ہم پر ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ مولانا صاحب کا انتقال ہو جس کے بعد مولوی عبدالماجد صاحب نے چند اور صاحبوں کی کوشش مجموعی کیسا تھا اسکا جواب تصنیف فرمایا جو ایک انہی کے طالب علم عبدالواحد کے نام سے چھپا اور اس میں کلمات خلافت تہذیب اور شان اپنے پیرزادوں کے تحریر فرمائے ہمیں اسکا کلمہ نہیں۔ ہاں انکا یہ رسالہ اگر انکے والد ماجد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لیکر انکے جد الاجد حضرت مولانا مولوی عبدالحمید صاحب قدس سرہم دیکھتے اور حیات ظاہری میں دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو عبدالماجد صاحب کو معلوم ہوتا کہ وہ حضرات مدرسہ کے لڑکوں کے نام سے اپنے پیرزادوں کو ایسا سبب و تم کرنے سے راضی ہیں یا ناراض اور اب بھی جسکی چشم بینا ہے۔ وہ رضا مندی اور ناراضی ان حضرات کی معلوم کر سکتا ہے۔ آپ بحث الاذان اور اسکا یہ جواب مباحث الاذان دونوں دیکھتے اور اگر یا نہیں نہ ہوں تو مجھ سے متکوا کر دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ محمد میان سلمہ نے صرف ایک قرعی مسئلہ میں دلائل اپنے مضبوط پا کر اس مسئلہ کو غیر مضبوط سمجھنے والوں اور اسے قریب و چکر میں پہنسا ہوا بنانے والوں کو نہایت تہذیبکے سمجھایا ہے اب رہا مولانا صاحب کے پر سے میں نہ جانا۔ حال اسکا یہ ہے کہ بعد وصال حضرت استاذی مولانا صاحب کا یہ برتاؤ رہا کہ جب کہی ادھر ہی سے کوئی دعا نامہ بھیجا گیا تو اس کا جواب کہی دیا اور بارہا نذر دے۔ مولانا صاحب کی علالت بذریعہ اخبار معلوم ہوئی عیادت کی گئی دوسرے ہفتہ میں اخبار میں مولانا صاحب کی صحت کے مولود شریف ہوئے اور سب شکایت دفع ہو جانیکی اطلاع ہوئی جس سے بہت خوشی ہوئی اور ارادہ ہوا کہ بدایون جاکر دیکھہ آؤں مگر میری کمترین ایسا درد شروع



ہو گیا تھا کہ اوٹھنا بیٹھنا بہت مشکل تھا۔ انتظار کیا گیا کہ یہ رخ ہو لے تو جاؤں  
 کہ تین چار روز بعد بیک ناگاہ مہدی حسن کا ایک پرچہ مجھے آیا کہ میرے نام تار آیا ہے  
 مولانا صاحب نے وصال فرمایا میں شب کی ریل پر بدایون جاؤنگا۔ چونکہ میرے درمیں  
 زیادتی ہو گئی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اسی حالت میں کل دوپہر کی ریل پر جاؤنگا  
 مگر صبح کو اور زیادتی درد میں ہو گئی۔ میں اس روز نہ جاسکا حالانکہ مجھے کسی صاحب  
 نے اطلاع بھی نہ دی تھی اور بلا ترشح مریم مہدی حسن کو تار دیا اطلاع دی مگر میں  
 جانیکو مستعد رہا ہاں زیادتی درد سے مجبور رہا۔ محمد میان سئلہ لکھنؤ تھے ورنہ وہ جلتے  
 مجھے درد سے افاقہ نہیں ہونے پایا تھا کہ مہدی حسن بدایون سے واپس آئے اور  
 انہوں نے بیان کیا کہ مولوی عبد الماجد کہتے تھے کہ مولانا صاحب نے جو وصیت فرمائی  
 ہے وہ یہ ہے عبد الماجد صاحب سے کہا ہے کہ میری بی بی جو تمہاری خالہ  
 بھی ہیں ان کی خدمت اور اتباع کرتے رہنا اور جو رسالہ میں نے بجواب بحث الاذان  
 تحریر کیا ہے اور جس کا نام مباحث الاذان ہے اسکو شائع کرنا مولانا صاحب کی  
 جب یہ وصیت سنی اور مہدی حسن نے یہ بھی بیان کیا کہ اہالی مدرسہ محمد میان سئلہ  
 اور فقیر سے بہت ناراض ہیں (اس سے) بدایون جانے میں تذبذب پیدا ہو گیا  
 ارادہ کیا گیا کہ محمد میان سئلہ دو تین روز میں آتے ہیں تو میں اور وہ خود جا کر اگر بیان  
 مہدی حسن راست ہے تو دریافت کریں گے کہ سبب آپ لوگوں کی ناراضی کیا ہے  
 اور رسالہ میں کون سی بات قابل ناراضی ہے کیا یہ ضرور ہے کہ جو مسئلہ آپ کے یہاں  
 کے طالب علم درست یا نادرست سمجھیں خواہ مخواہ اوسے کا اتباع کیا جائے اور ان کی  
 پیروی کی جائے۔ تو یہ ہم نہیں کر سکتے امور دینی میں اتباع بجز اللہ تعالیٰ اور اس کے  
 رسول کے فرمودہ کے اس کے خلاف پرخواہ پیر خواہ استاد خواہ باپ خواہ  
 بیٹا ہو کسی کا جائز نہیں ہر امر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا اعتبار چاہیے ہاں اگر موافق فرمودہ اللہ تعالیٰ اور اوس کے بھول کر صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے خواہ کسی تباہی دشمن کا ہی کیون نہ ہو اوس پر گزرت  
 تسلیم خم ہے محمد میان سلمہ کے آئینکے انتشار میں تھا کہ عبدالمناجم صاحب کا بیجا  
 ہوا ایک مغلط جس میں دو نسخے رسالہ مباحثہ اذنان اور ایک فرمان میرے  
 نام تھا آیا اوس کے دیکھنے سے مہدی حسن کی اوس غلطی کی کہ صاحبان مدرسہ  
 مکہ زمین تصدیق ہوئی مگر دوسری روایت کہ رسالہ مولانا صاحب کا کہا ہوا ہے اوس سالہ  
 کے دیکھنے سے قابل باور ہوئے نہ ہوئی کیونکہ رسالہ میں سبب شتم اور تمسخر بہرہ ہوا تھا  
 جو تھوڑا بہت مسئلہ کا اپنے فہم میں رد کیا تھا وہ محض جہال کو یہ سمجھانے کیلئے کہ  
 تہمت ہی جواب لکھا ہے اور کچھ نہ تھا اہل علم کی نظر میں ذرا بھی قابل وقت نہ تھا  
 مولانا صاحب عالم تھے مہذب تھے حلیم تھے بردبار تھے وہ ہرگز ایسے نامضبوط  
 دلائل یا ایسے بے باک کلام خصوصاً اپنے خاص پیرواروں کو نہ لکھتے۔ جب یہ  
 حال دیکھا تو میں نے تعزیت نامہ مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب کی خدمت میں  
 بھیجا اور اوس میں اپنی عدم جاضری کا غدر تحریر کر کے عرض کیا کہ محمد میان سلمہ  
 کے آئینکے بعد حاضر ہونگا حالانکہ اس درمیان میں جانشینی وغیرہ بھی ہوئی اور  
 مہدی حسن وغیرہ اور شاہ میان تھی کہ پونس حسن کو جو ہارے خاندان کے  
 نو اسون میں ہیں خط آئے مگر مجھے اطلاع بھی نہ آئی مگر تاہم میں نے اس خیال  
 سے کہ ابھی سب صاحبزادے ہیں اور بمقتضائے سن غصہ زیادہ ہے اسکا کچھ  
 خیال نہیں کیا اور اپنے اس ارادہ پر رہا کہ محمد میان سلمہ کے آئینکے بدانت اللہ  
 تعالیٰ جاؤنگا مگر محمد میان سلمہ کو لکھنؤ اپنی علالت اور اعزہ کی علالت اور بعض دوسری  
 امور متعلقہ لکھنؤ کے سبب آئینکی فرصت اس شعبان تک نہ ہوئی اور میں نے اپنا تہنا  
 جانا مناسب سمجھا اسلئے بعد حضرت نے اپنے نامناسب نہ سمجھنے کی بہت مدلل اور



واضح وجہ تحریر فرمائیں۔ مگر فقیر جامع المکاتیب انکی عام اشاعت مناسب نہیں  
 جانتا ان وجہ کے بعد حضرت نے تحریر فرمایا، یہ مختصر جواب آپکے دونوں اعتراضوں  
 کا ہے آپنے بلا دیکھے رسالہ کے اور اوسکے مضمون کے اور بغیر اوسکے سوچے سمجھے  
 کیوں بطور خورائے قائم کی آپکے ان دونوں اعتراضوں سے اور مجھ کو لکھنے سے  
 اور انہیں اعتراضوں کو اپنی خط و کتابت کا ترک کرنیکا سبب تحریر کرنے سے معلوم  
 ہوا کہ آپ فقیر سے ناراض ہیں اور اپنی ناراضی کے اثر سے اوسکو اوس کے منصبی  
 کام سے روکنے کا قصد کیا گیا آپ نہیں جانتے کہ میں جن بزرگوں کا نقال ہوں  
 اونکا کار منصبی یہ ہی تھا کہ شریعت عزائے محمدیہ صلوات اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا کی  
 دونوں شاخوں ظاہری و باطنی کی حمایت کریں اور آپکو اور اپنے متوسلین کو صراط  
 مستقیم سے لغزش نہ کرنے دین آپ اب یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بزرگوں کی  
 نقل ہی چھوڑ دوں۔ یہ مجھے ممکن نہیں مولانا صاحب سے ہمارا رشتہ جس  
 واسطے اور جس سبب سے ہے وہ اسی واسطے ہے کہ فریقین میں سے جسکو صراط  
 مستقیم پر چلنے میں ذرا بھی لغزش معلوم ہو تو ایک دوسرے کا معین خیر و  
 مردگار ہو اور جو اسباب لغزش ہوں وہ واشگاف ایک دوسرے سے ظاہر  
 کیے تو اگر امرائے خوف سے ہم اس طریقہ کو چھوڑ دیں تو ہمارا آپکا رشتہ ہی نہ  
 جاتا رہیگا آپ کی اس تحریر نے نہایت رنج دیا کہ آپنے اوس امر میں حصہ لیا کہ جس  
 آپ ارباب نہ تھے اور پیروہ ہی بلا جا پئے اور پرتائے۔ ہمارا اور مولانا صاحب کا  
 رشتہ مودت و محبت بفضلہ تعالیٰ ایسا مستحکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت  
 بلکہ جنت میں ہی قائم رہیگا۔ اور مولانا صاحب کو جیسا ہم جانتے اور پہچانتے  
 ہیں۔ اور اونکا وقعت و وقار اور عظمت ہماری نظروں میں ہے۔ وہ دوسرا نہیں  
 جان سکتا مگر ہے اسی حد تک کہ گمان زور نہ ہو ہم اور ہمارا بچہ بچہ مولانا صاحب کا

بمرد اور نہ ہی خواہ ہے اور مولانا صاحب کی واسطے مراتب تقرب کی روز افزون زیادتی کا اور اونکے خاندان اور اونکے جانشینان اور قائم مقامان کے واسطے دعائے ترقی و ترقی و ترقی دارین کا خواستگار رہتا ہے فقیر گمان کرتا ہے شاید فقیر کو اب آپ عنایت تلمذ نہ بھیجینگے کیونکہ بر خوردار محمد میان سہلہ نے مباحث الاذان کا جو مصنفہ عبد الواحد طالب علم مدرسہ شمس العلوم ہے اور حمین ادنہون نے اپنے نزدیک مباحث الاذان کا جواب دیا ہے اس کا جواب تحریر کیا ہے یہ آپ کی زیادہ تفرغ کا سبب ہو گا اور نیز اس درمیان میں ایک کتاب اور مدد سے بنام منشی ضیا صاحب شائع ہوئی ہے جس کا نام اکمل التاریخ ہے اور جس میں بہت سے محلے اپنے پیر زادوں پر کئے گئے ہیں منجملہ اونکے ایک وہ حملہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت شمس الدین ابوالفضل سیدی دہدی و مرشدی سید شاہ ال احمد اچھے میان صاحب قدس سرہ کے بہت بڑے چشم و چراغ و محبوب جانشین کو اون کے منصب سے علیحدہ کرنا چاہا ہے جب اس کے واقعات اصلہ ظاہر کئے جائینگے تو اس وقت بھی آپ مکرر سب عادت اپنی ہونگے زمانہ ایک حال نہیں رہتا ہے جسکی بدین مثال رات دن سے ظاہر ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں صبح شام شب ہوتی رہتی ہیں کبھی مدرسہ قادریہ میں تاج الفحول قدس سرہ تشریف فرما تھے اور حضرت کے پسندیدہ و موافق مذاق اصحاب در خور تھے۔ اب مولوی شاہ عبدالقدیر صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب ہیں۔ اونکے پسندیدہ اصحاب صاحب حل و عقد ہیں۔ اس وقت کارنگ اور اس وقت کارنگ اپنی اپنی پسند کے موافق ہے۔ اگر میرے آپ کے سلسلہ خط و کتابت

۱۔ اس کا نام تاریخی بدایونی تحریر کے شافی جواب ہے حمین بدایونیون اور دیگر ادیبوں کی بہت سی تحریر کا رد شافی ہے۔ محمد میان  
۲۔ یہ واقعات تھوڑے ہی عرصہ بدایون مختصر رسالہ "اکمل التاریخ پر ایک تنقیدی مجموعہ" تلم میں شائع کردئے گئے جو فقیر سے آدہ آنہ قیمت پر مل سکتا ہے۔ محمد میان



جہادی رہا تو عقبہ لکھنؤ تک کہ آپ کے اس غایت نامہ میں دو تین مواقع طریقاً اور  
 شرعاً عمل نظر میں والسلام غیر ختم ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ از خانقاہ برکاتیہ  
 مارہرہ۔ فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی آل احمدی۔ فقیر عرض کرتا ہے  
 یہ مینون صحائف شریف عطا دے دے اور اس زمانہ کے ہیں جبکہ بعض اہل بدایوں  
 نے یہ سلسلہ مسئلہ اذان خطبہ بیرون مسجد حضرت امام اہلسنت مولوی احمد رضا خان صاحب  
 قدس سرہ پر ایک استغاثہ دائر کر کہا تھا۔ ان سے حمایت سنن اور علمائے کرام  
 اہلسنت بالخصوص حضرت فاضل بریلوی دامت برکاتہم کیساتھ ہمارے حضرت  
 قدس سرہ کے قلب مبارک میں احترام و محبت کے جو خالص ایمانی جذبات تھے ان کا  
 اظہار ہوتا ہے۔ نیز عہد حضرت کی اس پیشگوئی پر بھی مشتمل ہے کہ بدایوںی استغاثہ  
 ناکام رہیگا۔ جو بعد کو واقع کے لحاظ سے بالکل سچی بغضہ تعالیٰ ثابت ہوئی۔ نیز عہد  
 کی یہ تعلیم خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ امر حق کی پاسداری اور اس کے اتباع  
 میں دوسرے ذاتی میل محبت وغیرہ کے مراسم کو اگرچہ وہ کتنے ہی گہرے اور پرانے  
 اور ہیشیرے ہوں ہرگز حائل نہ ہونے دینا چاہیے۔ اور مسائل دینیہ میں اسی کا  
 ساتھ دینا چاہیے جو حق پر ہو۔ اگرچہ دنیاوی امور میں وہ خود ہمارا مخالف یا مخالف  
 مددگار ہو۔ نیز عہد کی یہ تعلیم ہوں لوگوں کیلئے جو کسی سلسلہ طریقت سے کسی  
 طرح انتساب رکھتے ہوں۔ خواہ وہ بحیثیت پیر اور پیروانہ ہونے کے ہو یا  
 مرید و متوسل ہونیکے خصوصیت سے قابل لحاظ ہے کہ بیرون اور پیروانوں کا  
 فرض منصبی یہ ہے کہ شریعت عزائے محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جو کچھ  
 شاخون ظاہری اور باطنی کی حمایت کریں اور اپنے آپ کو اور اپنے متوسلین کو  
 صراط مستقیم سے ہٹنے نہ دینے میں کوشاں رہیں۔ یہ رشتہ اسی لئے جانمیں کہ ہر  
 ایک دوسرے کیلئے شریعت عزائے محمدیہ کے قابض باطن پر استقامت

کامدگار رہے۔ اور جو اسباب اوس سے لغزش کے ہوں ان میں ایک دوسرے پر کھڑکڑا کر رہا اور ان سے بچا نہ رہے۔ خود حضرت کا اسی پر عمل تھا جسکی کیشہ و قلح سے شہادت تو اسی محمودہ مکانیہ سے ہی ایکویلیگی۔ تمام مشائخ کرام و مرشدان طریقت ہادیان انام کا اسوۂ حسنہ اور قوی و عملی تعلیم ہی رہی۔ اور سب سے بیزادگی اور مریدی و عقیدت مندی کے رشتے دنیا و آخرت میں نعمتوں اور برکتوں کے پہلے دیتے ہیں تو اسی طریقہ پر چلتے ہیں۔

مہندار محمدی کہ راہ صفا و توان رفت جز بر پے مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)  
مکتوبہ۔ نواب سید سردار علیخان صاحب سردار لواز جنگ بہادر کے نام  
۱۲ محرم ۱۳۳۵ھ کو جس در آباد ارسال فرمایا۔

سید صاحب جمیل المناقب رنج المناصب سلم اللہ تعالیٰ و ابقاکم اللہ تعالیٰ  
پس از سلام مسنون و دعا ہائے ترقیات و اقبال مستحون واضح رائے گرامی ہو۔  
فیقر بنجر ہے اور آپکی شیرد عافیت مع متعلقین مطلوب۔ آپکا عنایت نامہ پہونچا  
عوام آپکے عنایت نامہ سابق میں (جسکے جواب میں مفادضہ طینہ ۱۹  
امضا ہوا تھا) اور نیز حال میں (جسکے جواب میں یہ مفادضہ ہے) فقیر کو مشتبہ  
معلوم ہوئے ہیں۔ وہ تحریر کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے خط کے سزنامہ کو ہر القدر  
سے شروع کیا یہ ظاہر ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اوس کی اوس صفت سے  
یاد کیا کہ جس کا مظهر اپنے مرشد زادہ کو جانتے تھے۔ انہیں یہ بھی پہلور کہا گراں  
کے اوپر رض لکھنا مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں یہ اسم مبارک مستقلاً  
اللہ تعالیٰ و تقدس کے اسمائے حسنی سے تھا جو انما نسبت مرشد کے نام کے  
بھی پیدا ہوئی تھی۔ تو رض لکھنا چاہیے تھا دوسرے قابل لحاظ یہ ہے کہ زمانہ  
حال کے لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے نام مبارک

پر ص یا صلح لکھ دیتے ہیں۔ یا بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء مبارک پر رخصت یا سح لکھ دیتے ہیں ان سب کو فقہا منع کرتے ہیں۔ کہ اسمین شیعہ تو ہیں اسماء مبارکہ اور حضرات کا ہے پورے الفاظ لکھنا چاہیے۔ تیسرا قابل لحاظ یہ ہے کہ آپکو بیعت حضرت استاذی تاج الفحول قدس سرہ سے ہی آپ ہمیشہ اپنے آپکو قادری جشتی لکھا کرتے تھے۔ اب آپ نے مقتدری لکھا یہ طریقہ ناجائز ہے نسبت اپنے پیر سے ہی چاہیے پیر کا بیٹا پیر زادہ ہے قابل تعظیم و تکریم ہے۔ اس کی محبت تعظیم و تکریم کرنا پیر کی خوشنودی کا باعث ہے اسکو اسی عزت اور محبت کی نظر سے اپنے عقیدت کی نظر میں رکھنا چاہیے جو اپنے پیر کے آثار کے لائق اور خوار ہے خصوصاً وہ بیٹا جو جانشین اور خلیفہ ہی پیر کا ہوئے۔ مگر نسبت تو پیر کی ہی چاہیے اس سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ اگر دونوں نسبتوں سے منسوب کرنا ملحوظ ہے تو قادری مقتدری لکھا کہئے۔ از ما رہر فقیر اسمعیل حسن عفی عنہ قادری۔

مکتوب ۲۱۔ نواب سرسید سردار علیخان صاحب کے نام لنگسور ریاست حیدر آباد دکن ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ کو ارسال فرمایا۔

”اپنے ایک قریبی رشتہ دار کا ایک غیر سنی (نواب صاحب سے ارتباط اور اون (نواب) کے یہاں آنکی خبر اور اپنا مشوش بسبب اختلاف مذہب ہونا کہ وہ رئیس ہیں اور (ہم سے) خلاف مذہب ہیں اور ہم سنی غیر مدہن ہیں (لکھا) اللہ تعالیٰ ہمکو بچائی جملہ مکروہات دارین سے“۔ فقیر عرض کرتا ہے۔ اس میں مخالف مذہب اہلسنت سے استراذ نیز یہ زرین تعلیم بھی ہے کہ اپنی مذہب حق پر پختگی پر نہ ہر دوسرے کے مخالف مذہب سے قرب و ارتباط اور اس سے میل جول کے خطرات جو ارشاد فرمودہ خداوند سول میں انکی طرف سے تار نہ ہو۔ بلکہ اپنی مذہب حق پر پختگی کے باوجود ہی مذہب حق کے مخالفوں سے پر حذر رہے اور حافظ حقیقی کی



پناہ کا طالب۔

مکتوب ۲۲۔ محمد عوض کے نام عرہ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ کو سیتاپور ارسال فرمایا۔

”مہو جلسہ اپنے خلاف عقیدہ ہو وہاں جانا ہی نہیں چاہیے پیر میان کی رائے (ایسے جلسہ میں نہ شریک ہونگی) صائب ہے۔“ فقیر عرض کرتا ہے محمد عوض حضرت قدس سرہ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں اور ان کے بہت سے قریبی اعزہ حضرت قدس سرہ سے بیعت کا یہی شرف رکھتے ہیں۔ ان صاحب کے اپنے ایک نیاز نامہ میں سیتاپور کی نام نہاد انجمن اسلامیہ کے جلسہ میں مشہور غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری کے طلب کئے جانے اور برادر صاحب سید پیر میان صاحب کے نہ شریک ہونیکے سبب سے اپنے ہی اوس جلسہ میں نہ شریک ہونے کے ارادہ کی خبر دی تھی۔ یہ مغاوضہ شریفہ اوس کے جواب میں اور حدیث حمید کے اس ارشاد پر عمل کی ترغیب و تاکید میں ہے کہ ایاکم وایاہم لایضلوکم ولا یفتنوکم بد مذہبوں بے دینوں سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا دین کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دین۔ اور بے شک سبیل نجات یہی سرے سے دوری ہے۔ نہ وہ شرکت جمیعین آج کل عوام کو عام ابتلا ہے۔ جسکے سخت مضر اور ہلک ہونے کا مدلل بیان حضرت برادر معظم سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ مبارکہ طرہ المبتدعین عن مجالس المسلمین میں ہے۔

مکتوب ۲۳۔ فقیر اتم الحروف محمد میان کے نام دسویں جمادی الاول ۱۳۳۶ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

”پیر میان سلمہ کی سجادہ نشینی کی رسم ۵ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ کو ہونا تحریر کیا

عہ یقینت ایک آنہ فقیر سے مل سکتا ہے۔ محمد میان

اور اوسمین بسبب حقوق حضرت مرشدی (حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم) قدس سرہ اپنی حاضری ضروری لکھی یہ تحریر کیا کہ مجھے اس رسم میں ضرور حاضر ہونا چاہیے۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ گو اس زمانہ میں سیٹاپور اور لکھنؤ میں انتظام جائداد وغیرہ ضروریات کے لحاظ سے حضرت قدس سرہ کا وہاں تشریف لیجانا ضرور تھا۔ لیکن اگر حضرت وہاں تشریف لیجاتے تو یہاں برادر صاحب سید پیر میا نصاحب کی رسم سجادہ نشینی میں (جو حضرت قدس سرہ کے مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی پوتے تھے) حضرت کے یہاں تشریف نہ کہنے کی صورت میں بعض مخالفین کی طرف سے مخالفت و مزاحمت ہونے کے خطرات غالب تھے۔ لہذا حقوق مرشد کی پاسداری میں حضرت نے اپنی ذاتی ضروریات کو نظر انداز فرمایا اور ہمیں تشریف فرما ہر برادر صاحب مکرم سید شاہ پیر میا نصاحب سے ایمان مفصل و مجمل و کلمہ شہادت کی تصدیق و تجدید اور جو عہد و میثاق بروقت سجادہ نشینی معمول میں اون سب کی تکمیل باعلان باواز بلند کیا کہ اون کی رسم سجادہ نشینی کی تکمیل مخالفین کے سامنے سینہ سپر رکھ کر خود مخالفین سے بھی کرا دی۔ اس تشریح کے ساتھ اس مکتوب تشریف سے اپنے مرشد کریم کے ساتھ حضرت کی عقیدت مندی اور ان کے حقوق کی اوس پاسداری پر روشنی پڑتی ہے جو حضرت کو دل سے ملحوظ تھی۔ نیز اپنے متوسلین اور ہم خدام کے لئے اس کی بھی تعلیم ہے کہ مرشد کے حقوق کی پاسداری اور مرشد کی نسبت سے مرشد زادوں کی بھی رعایت اپنی دنیاوی ضروریات و فوائد پر مقدم رکھیں۔

مکتوب - برادر م سید آل عبا صاحب کے نام ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ کو بارہرہ ارسال فرمایا۔

”ہمدی حسن کا عتاب نامہ آیا اس قدر غصہ ہے کہ حضرت مرشدی (سید شاہ  
حضرت غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہ) کے نام نامی پر یہی لفظ تعظیمی  
نہ تھے۔“

مکتوب ۲۵۔ بچا صاحب سید ہمدی حسن صاحب کے نام ۲۳ جمادی الآخر  
۱۳۳۶ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔

”اپنے مرشد کے نام کو بد تعظیمی سے (خط کے پتہ میں عامیانہ طرز سے بغیر  
کسی لفظ تعظیمی کے صرف ”میر عالم حسین خالصا حب) کہنے کی شکایت  
کی اور لکھا کہ جو الفاظ تجھے کہے اوس میں سے اگر حضرت (سید شاہ غلام  
محی الدین امیر عالم قدس سرہ) کا نام علیحدہ کر کے حضرت (شیہ آل رسول)  
صاحب قدس سرہ (جد و مرشد سید ہمدی حسن صاحب) کا (نام) لکھا  
جائے تو تمہارے دلو کیسا لگیگا۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے ان دونوں  
مفاوضوں سے بھی حضرت کے قلب مبارک میں اپنے حضرت مرشد  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو کامل محبت و عظمت تھی وہ ظاہر ہوئی۔ نیز خدام و  
متوسلین کو مرشدان کرام کے ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی اعلیٰ تعلیم ملتی ہے  
جو اباب باطن کے یہاں بہت ہی اہم چیز ہے۔

مکتوب ۲۶۔ شیخ عطا الہی صاحب منصف (بعد کو سنیر سبب جج) کے  
نام ۲۴ ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو گورداسپور ارسال فرمایا۔

”دیکھنا بتانے کے پہیر میں آپ نہ پڑئے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔  
بھائی کے خواہشمندوں کے لئے حضرت قدس سرہ کا جواب عام طور پر منع  
ہی ہوتا تھا اس لئے اکثر بھی ہوتا ہے کہ گیمیا تو بنتی بناتی نہیں اور جہاں اس  
کے پہیر میں آدمی پڑا گرہ کی پوچھی بھی کہو بیٹھتا اور بہتیرے خود دنیا اور آخرت



کے کام سے جاتے رہتے ہیں۔

مکتوب ۲۔ حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس حبیب گنج صدر الصدق  
امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن کے نام ۲۹ مارچ ۱۳۳۶ء کو حبیب  
گنج ارسال فرمایا۔

”تحریر کیا کہ آپ کو اپنے عہدہ نظامت دینی کا چارج لینا مبارک ہو۔ اور  
مسلمانوں کو فائدہ پہنچنے اور اللہ تعالیٰ اوس اسلام کا جو کتاب و سنت سے  
بذریعہ سلف صالح ہمارے ہمارے ترقی کا سبب کرے ایک رسالہ بر خوردار  
مولوی حافظ محمد میاں سلمہ نے مسائل صوم کا جمع کیا تھا، ہیجتا ہوں۔ آپ کا  
خطبہ صدارت ندوہ جو اس سال آپ نے ممالک متوسط میں پڑھا تھا اخبار میں  
دیکھا تھا۔ فقیر کو اوس کے بعض فقرات میں اختلاف ہے۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو  
(تو آپ پر بھی) ظاہر کیا جائے۔“

مکتوب ۲۔ میجر صاحب روزنامہ ہمد لکھنؤ کے نام ۲۹ مارچ ۱۳۳۶ء  
کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

”آپ کے اخبار میں کسی صاحب نے مسئلہ نماز و تربہ تراویح کا استفتاء کیا تھا  
جس کے بعد دو صاحبوں کے جوابات بھی دیکھے گئے فقیر کا بھی ارادہ ہوا کہ  
اس کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر کرے مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ آپ کا  
اخبار مقلدین سلف سنیوں کی تحریر و تقریر سے دلچسپی نہیں رکھتا ہے جدت پسند  
مجتہدین بالرائے کی تحریر و تقریر کی اشاعت کرتا ہے۔ لہذا نہیں بھیجا۔ مگر  
چونکہ ایک مسلمان بہائی دینی مسئلہ دریافت کرتے ہیں۔ معلوم ہونے کے بعد  
جواب نہ دینا خلاف احکام شرعیہ ہے۔ اور اون صاحب مستفسر کا اسم آپ کے

اختیار میں نہیں ہے لہذا در سالہ متعلق مسائل صیام جن میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ہے پہنچتا ہوں ایک آپ ادن صاحب کو بھیجی ہیں۔ اس کے صفحہ ۳۹ میں یہ مسئلہ مشرح ہے اور ایک رسالہ آپ کے واسطے پہنچتا ہوں گا دیکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا اگر بعد دیکھنے کے مسلمانوں کے واسطے مفید سمجھا جائے تو مسلمانوں کو اطلاع کر دیجائے۔“

**مکتوب ۲۹۔** برادر م سید قمر عالم سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام ۲۹ ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو مارہرہ تحریر فرمایا۔

”جھکو بھی خدا و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے واسطے سے کسی امر کو نہ لکھا کر دیہ خلاف شرع ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر شریف میں بحوالہ سنن امام ابی داؤد وغیرہ یہ حدیث ذکر فرمائی کہ ”لایسأل بوجه اللہ الا الجنة“ اللہ کی واسطے سے جنت کے سوا اور کوئی چیز طلب نہ کیجائے۔ چونکہ برادر قمر عالم نے اپنی کم عقلی سے بے ضرورت جوتہ پہنوا دینے کیلئے خدا و رسول کا عظیم واسطہ دیا تھا۔ لہذا دوسرے سے حضرت نے منع فرما دیا مگر ادن کی حاجت پوری فرمادی۔ اور جوتہ پہن لینے کیلئے ادن کو روپیہ زبانی بتا دیئے۔“

**مکتوب ۳۰۔** نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۲۹ ماہ صیام ۱۳۳۶ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”اپنی ہمیشہ رون اور اپنے محل میں درود شریف صلی اللہ علی النبی الامی کے پڑھنے کی اور دعا مانگنے کی ہمائش کیجئے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ سید صاحب موصوف نے اپنی بعض پریشانیاں اور مخالفین کی طرف سے خطرات تحریر فرمائے تھے۔ ادن کے رفع کیلئے یہ درود شریف جو بہت ہی بکرمہ تعالیٰ موثر و مفید

ہے تعلیم فرمایا۔ پورا صیغہ وزو و شریف یہ ہے۔ صلی اللہ علی النبی الامی والہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ط صلاۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ ط پڑھنے کا طریقہ یہ ہے  
کہ بعد نماز جمعہ جمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے  
ہو کر سو بار پڑھیں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے  
کے بعد پڑھیں جو کہیں اکیلا ہو تنہا ہی پڑھے یوں عورتیں اپنے اپنے گہروں  
میں پڑھیں۔

اس کے فائدے جو صحیح و معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا جو اذن کی عظمت تمام جہاں سے زیادہ دل  
میں رکھے گا جو اذن کی شان گہٹانے والوں اذن کے ذکر پاک مٹانے والوں  
سے دور رہے گا۔ دل سے بنیاد ہو گا ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا  
اوس کے لئے بیشمار فائدے ہیں۔ جن میں سے بعض لکھے جاتے ہیں۔  
(۱) اس کے پڑھنے والے پر اللہ عزوجل اپنی تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔  
(۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔ (۳) پانچ ہزار نیکیاں اوس کے  
نامہ اعمال میں لکھے گا۔ (۴) اوس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔  
(۵) اوس کے پانچ ہزار درجے بلند فرمائے گا۔ (۶) اوس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ  
منافق نہیں۔ (۷) اوس کے ماتھے پر تحریر فرما دے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے  
(۸) اُسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (۹) پانچ ہزار بار  
فرشتے اوس کا اور اوس کے باپ کا نام لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ کہ یا رسول اللہ فلان بن فلان حضور پرورد  
وسلام عرض کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار کے درود سلام



فرمائیں گے فلان بن فلان پر میری طرف سے سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں (۱۰) جتنی دیر اس میں مشغول رہے گا اللہ کے معصوم فرشتے اس پر درود بھیجے رہیں گے (۱۱) اللہ تعالیٰ اس کی تین سو حاجتیں پوری فرمائے گا دوسو دس حاجتیں آخرت کی اور نوے حاجتیں دنیا کی (۱۲) اس کے مال میں ترقی دیگا (۱۳) اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا (۱۴) دشمنوں پر غلبہ دیگا (۱۵) دلوں میں اس کی محبت رکھیں گے (۱۶) کسی دن خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوگا (۱۷) ایمان پر خاتمہ ہوگا (۱۸) اس کا دل منور ہوگا (۱۹) قبر و حشر کے ہولوں سے پناہ میں رہے گا (۲۰) قیامت کے دن عرش الہی کے سایہ میں ہوگا جس دن اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (۲۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کے گواہ ہوں گے (۲۳) میزان میں اس کی نیکیوں کا پلہ بہاری ہوگا (۲۴) قیامت کی پیاس سے محفوظ رہے گا (۲۵) حوض کوثر پر حاضری نصیب ہوگی (۲۶) صراط پر آسانی سے گزرے گا (۲۷) قبر و حشر میں اس کے لئے نور ہوگا (۲۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نزدیک ہوگا (۲۹) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے مصافحہ فرمائیں گے (۳۰) اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا اللھم امان قناہ بجاء حبیبک و آلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم ابد اٰمین مجمع کا حکم بھی حدیث میں ہے اور اس کے فوائد یہ ہیں (۳۱) زمین سے آسمان تک فرشتے ان کے گرد جمع ہو کر سونے کے قلموں سے چاندی کے درقون پر ان کا درود لکھیں گے (۳۲) ان سے کہیں گے ہاں ذکر کرنا اللہ تم پر رحمت کرے زیادہ کرو اللہ تمہیں زیادہ دے (۳۳) جب یہ

مجمع در بعد شروع کرینگا۔ آسمان کے دروازہ ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔ (۳۳) ان کی دعا قبول ہوگی (۳۴) دوران عین انہیں انگاہ شوق سے دیکھیں گی (۳۵) اللہ عزوجل انکی طرف متوجہ رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ متعرق ہو جائیں یا نور پائین کرنے لگیں (۳۶) رحمت الہی انہیں ڈھانپ لیگی (۳۷) سینہ ان پر آئیسے گا (۳۸) اللہ عزوجل عالم بالامین ان کا ذکر فرمائیگا (۳۹) سارا مجمع بخش دیا جائیگا۔ انکی برکت ان کے ہمنشین کو بھی پہنچنے کی وجہ سے بیکت نہ رہے گا فقیر محمد میاں قادری نے اپنے معنی بھائیوں کو اس مبارک عینہ کی اجازت دی جبکہ فقیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدہ دہابیہ وغیرہم سے دور رہیں اور اسے پیڑھ کر اس گنہگار کے لئے عفو و عافیت دین و دنیا و آخرت و حصول ملاقات حسنہ کی دعا فرمادیا کریں یقین رکھیں کہ یہ فقیر تخرائن سب کی سے دعا کرتا ہے۔  
 جو ایسا کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے اور قبول فرمائے آمین۔

ماکھو <sup>۱۳۳۶</sup>۔ رحمت الہی پسر شیخ عتہ الہی صاحب مذکورہ کو ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۶ ہجری کو گورداسپور راسال فرمایا۔

”تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد پورے کرے۔ نماز پڑھا کرو۔ تلاوت قرآن مجید بھی کیا کرو۔ والدین کی اطاعت ضروری ہے تمہاری والدہ صاحبہ کے مقاصد کے پورے ہونے کی دعا کرتا ہوں (راونگوں) اپنی اولاد پر شفقت اور خاوند کی اطاعت ضروری ہے اگر اسمین کوئی تکلیف ہو اسے بھی راحت سمجھنا چاہئے۔“

مکتوبہ <sup>۱۳۳۶</sup>۔ محمد علی انصاری صاحب کے نام ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۶ ہجری کو ایڈر سال فرمایا۔

”جو مسئلہ طہارت روئی کا میں نے کتنے سے بتایا تھا وہ غلط تھا روئی ناپاک کتنے سے پاک نہیں ہوتی البتہ دھنکنے سے پاک ہوتی ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ ناپاک اسی مقدار میں ہو کہ جتنا دھنکنے سے اس روئی میں سے کوڑا کرکٹ میل نکلا ہو۔ (یعنی جتنا حصہ دھنکنے سے اوڑ گیا ہو) اگر زیادہ ناپاک ہوگی تو دھنکنے سے پاک نہ ہوگی۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے اس میں ایک مسئلہ شرعیہ کے بیان کے علاوہ اس کی بھی تعلیم ہے کہ اگر کسی سہو وغیرہ سے کوئی مسئلہ شرعی غلط بیان ہو گیا ہو تو اس کی تصحیح اور اپنی غلطی کے اعتراف میں اپنی کسر شان سمجھ کر سرگز باز نہ رہے۔ از خدا شرم دار و شرم دار

مکتوب ۳۳۔ دلی السد صاحب کے نام ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ کو مبارکپور ضلع اعظم گڑھ ارسال فرمایا۔

”میں چراغ کندہ نہیں کر سکتا میں اس کی دوکانداری نہیں کرتا ہوں نقش البتہ تحریر کر سکتا ہوں آپ کندہ کرا لیں۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے اس زمانہ میں بعض نام کے مشائخ اور زر طلب عالموں نے اس نام سے کہ فلان چراغ کندہ کرائیں گے۔ اور فلان تختی کہد وائیں گے۔ اور فلان نقش یا عمل کے لئے یہ نیاز دلائیں گے۔ طرح طرح کے ناجائز اور شرمناک طریقوں سے جہاں عوام کو لوٹ کر ادعائیں مشائخ اور عالموں کو جیسا کچھ بدنام کر رہا ہے اس سے دیکھتے ہوئے سچے مشائخ اور مخلص عالموں کو عوام کے ساتھ اسی طرح برتاؤ رکھنا مناسب ہو اس مکتوب شریف نیز آگے آئیوالے مکتوب شریف ۳۰ میں ارشاد فرمایا تاکہ اپنے ساتھ اپنے اکابر کرام کو بھی جاہلون بے قیودن کی بد لگانی سے بچائے کہیں۔

مکتوب ۳۴۔ منشی مولیٰ بخش صاحب تاجر چرم (مرید مخلص خاص حضرت



قدس سرہ) کے نام ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ کو سیتا پور ارسال فرمایا۔  
 ”تمہاری حق کوشی سے بہت خوش ہوا کسی کا ناحق حق لینا اچھا نہیں ہوتا  
 اللہ تعالیٰ تم کو مکان اچھا دیگا“ فقیر راقم عرض کرتا ہے یہ مولیٰ بخش صاحب  
 کے اس نیاز نامہ کے جواب میں ارشاد فرمایا جو اسی تاریخ میں اس مضمون  
 کا موصول ہوا تھا کہ اون کے ایک قریبی عزیز اور شریک کار مکان کا مقدمہ  
 جو کر رہے ہیں وہ ناجائز ہے مجھے ایسا مکان لینا نہیں ہے۔ لہذا بغور اسے  
 ارشاد تعاونو اعلیٰ البر وال تقویٰ اونکی حق کوشی کی تحسین فرما کر مزید حق کوشی کو  
 بغیت بڑھائی۔

**مکتوب ۳۵** - دلی اللہ صاحب کے نام مبارکپور ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ  
 کو ارسال فرمایا۔

وہ آسیب کا علاج بلا موجودگی مرخص نہیں ہو سکتا اگر مرخص یہاں ہو تو جاپرک  
 دیکھ بہا لکر علاج کیا جائے شفا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار ہے۔

**مکتوب ۳۶** - محمد عوض مسبق الذکر کے نام ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ کو  
 سیتا پور ارسال فرمایا۔

”مقدمہ جو مکان کا تم نے دائر کیا ہے اگر تمہارا حق ہے تو دعا کی جائے غیہ  
 کا حق لینا بڑا وبال ہے اس کو سوچ کر تحریر کرو تو دعا کی جائے“ فقیر راقم  
 عرض کرتا ہے کہ حضرت قدس سرہ بمقتضائے ارشاد و تعاونو اعلیٰ اللہ تعالیٰ  
 والعدوان مقصد ناجائز کے لئے کبھی دعا نہیں فرماتے تھے۔ یہ مکتوب  
 شریف اور ایسے ہی اور آگے آتے ہیں اون میں ایسا بیان اور ایسی تعلیم ہے  
**مکتوب ۳۷** - محمد عوض کے نام سیتا پور ۶ شعبان ۱۳۳۳ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”دعا کی جاتی ہے کہ اگر تمہارا حق مقدمہ میں ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو دلا دے“

فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ یہ مکتوب شریف محمد عوض کی پیہم خواہش و دعا پر ارسال ہوا۔  
اسمین اسکی تعلیم ہے کہ مقصد کے جائز یا ناجائز ہونے میں اپنے تردد کی صورت میں اگر  
دعا کرنا ہی پڑے تو اس طرح کرے۔

مکتوب ۳۸۔ محمد یوسف صاحب تواسہ مولانا شاہ سلامت الد صاحب بدایونی کا پوری  
قدس سرہ کے نام کا پتہ ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ کو ارسال فرمایا۔ ”جب آپ علیل  
تھے (اور ساتھ نہ آسکے تھے) تو عرس میں بی بی کو کیوں بھیجا مستورات کو سفر بلا محرم  
شرع میں حرام ہے بزرگوں کا فاتحہ مستورات کو گھر میں بیٹھ کر پڑھنا چاہیے۔“

مکتوب ۳۹۔ مولیٰ بخش صاحب مسبق الذکر کے نام سیدنا پورہ ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۳۸ھ  
کو ارسال فرمایا۔ ”مخلاف گوئی پر نصیحت کی۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے اس کے  
جواب میں مکتوب ایسہ کا محدو صوم محرم ۱۳۳۸ھ کو مورخہ غرہ محرم مشتمل بر عذر  
و توبہ غلط بیانی موصول ہوا۔

مکتوب ۴۰۔ محمد ممتاز احمد صاحب کے نام رامپورہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ  
کو ارسال فرمایا۔ ”آیۃ الکرسی شریف کی انتہا اور قداد پڑھنے کی لکھدی اور لکھدیا  
کہ نذر و نیاز بزرگان آپ بطور خود اور اپنی مرضی سے دہان ہی کریں میرے پاس  
بہنچنے کی ضرورت نہیں ہے نہ یہ میرا طریقہ ہے۔“

مکتوب ۴۱۔ حضرت سید انیس صاحبہ نوشہرہ من فقیر راقم کے نام دسویں جمادی الاخر  
۱۳۳۸ھ کو بریلی ارسال فرمایا۔ ”میں مارہرہ میں پیدا ہوا مارہرہ میں جوان ہوا  
مارہرہ میں بڑھا ہوا مارہرہ میں ہدایت پائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اگر خدا  
نخواستہ عتبات عالیات کے غلاوہ کہیں مدفن ہونا ہو تو مارہرہ ہی ہو۔“ فقیر راقم  
عرض کرتا ہے کہ مارہرہ سے محبت تو جو حضرت کا اور حضرت کے آبا و اجداد کرام و مرشدین  
کرام کا موطن و مدفن ہے اس مکتوب شریف کا متعلق ہی ہے مگر اس کے آخری فقرہ

اگر خدا نخواستہ الخ سے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں جیہتیت ایک  
سچے مسلمان کے عتبات عالیات جیسے حرمین مطہرین بغداد پاک بیت المقدس  
کربلائے معلیٰ نجف اشرف وغیرہ کی محبت والفت اپنے وطن مالوف سے ہی زائد ہونا  
چاہیئے۔

مکتوب ۲۲ - نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۲۴ جمادی الاخر ۱۳۳۸ھ  
کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔ ”تحریر کیا میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے مقاصد پورے  
ہو گئے ہوں گے۔ ورنہ آپ یہ عمل روزانہ پڑھیے ۶۳ بار اے اَنْتَ اَنْتَ۔ انشاء  
تعالیٰ مفید ہوگا۔“ فقیر راقم اپنے سب سنی بہائیوں کو جنکے قلوب میں اللہ رسول  
(جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت و عظمت سب مجتہدین اور عظیمیوں  
پر غالب اور انکے دشمنوں بدگوئیوں سے کامل نفرت جمی ہوئی ہو اس عمل کی  
اجازت دیتا ہے کہ مقصد جائز کیلئے بہ نیت جائز ترکیب مذکور سے پڑھیں۔ دفع  
اعدا و ظالمین کیلئے خاص طور پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور مقاصد  
ہمہ مشکلہ چونہ تعالیٰ آسان ہو جائیں گے۔

مکتوب ۲۳ - مولیٰ بخش صاحب موصوف المصدر کے نام ۱۲ ماہ مبارک صیام  
کو سیتا پور ارسال فرمایا۔ ”اونکو نصائح منہیات شرعیہ سے بچنے کی تحریر کریں۔“  
مکتوب ۲۴ - مولیٰ بخش صاحب کے نام ۶ شوال ۱۳۳۸ھ کو سیتا پور ارسال  
فرمایا۔ ”ہمارے ترک معاصی کی۔“

مکتوب ۲۵ - فقیر راقم کے نام ۲۲ شوال ۱۳۳۸ھ کو سیتا پور ارسال فرمایا۔  
”تحریر کیا کہ ٹکوتوید پینے کے اور دعا بھی جو نگاہ پڑھنا اللہ تعالیٰ صحت دیگا۔ حکیم  
عبدالحق صاحب سے بعد آجانے قوت کے علاج کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں  
تدبیر کرنا بھی حکم دیا ہے۔ ہمدرد (اخبار لکھنؤ) میں برابر محمود حسن (دیوبندی) کو

شیخ الہند کا عہدہ ملنے کی تحریک ہو رہی ہے کوئی صاحب انکی سوانح عمری پر نظر نہیں ڈالتے۔

**مکتوب ۴۶۔** مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے نام ۲ رزی الحجہ ۱۳۳۳ھ کو بدایون تحریر فرمایا۔ ”آپ کے مسئلہ اشتہار اور دستور العمل جمعیت اصلاح انجمن جو آپ نے محمدیان مسئلہ کے نام بھیجا تھا وہ یہاں نہ ہے لکھنؤ تھے وہاں بھیجا گیا۔ میں نے بھی ایک سرسری نظر میں دیکھا مجھے ایک امر کے دریافت کی ضرورت معلوم ہوئی کہ دستور العمل میں دفعہ ۱۲ میں صرف عملیات میں اتباع سواد اعظم کرنے پر کیوں اقتصار کیا۔ کیا وجہ ہے کیا عقائد میں جمعیت مذکورہ پابندی سواد اعظم نگرینی اور بد مذہبون کو بھی اپنے دائرہ میں داخل کرے گی جن پر ابھکل کی اصطلاح میں مسلمان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور جمعیت نے اپنے اراکین و صدر وغیرہ سب کے لئے بلا قید سنیت صرف مسلمان ہونا کافی سمجھا ہی بدستہ قادریہ کی قائم کردہ جمعیت کے اراکین کیلئے اس قید سنیت کو لازم نہ قرار دینا بہت خیر ہے۔ اخبار ہمد م جمہور مذیحہ میں وفد خلافت مظفر نگر کی سرخی کے تحت یہ میں تحریر ہے کہ وفد ۳۱ اگست کو پہونچا (۱) مولانا عبدالماجد صاحب ندوی صدر تبلیغ (۲) مولانا احمد مختار صاحب صدیقی وغیرہ وغیرہ۔ اسمیں یہ دریافت طلب ہے کہ آیا یہ مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی بن یا کوئی اور صاحب ہیں اگر مولوی عبدالماجد صاحب ہمارے ہیں تو بس عجیب خیر ہے کہ یہ ندوی کیوں کہنے گئے۔ کیا یہ وہ ندو ہیں کہ جسکا قلع و مع حصرت تاج الفحول قدس سرہ نے کیا اور جسکے ہدم کرنے میں حکیم مولوی عبدالقیوم صاحب شہید نے اپنی جان بھی عزیز نہ رکھی مولوی عبدالماجد تو انھیں کے خلف ہیں۔ دوسرے سہارنپور میں وفد خلافت کا ورود کی سرخی میں ہے کہ حبیب الرحمن دیوبندی اور مولانا عبدالماجد صاحب۔ دیگر ممبران وفد کا طریقہ پر سوار ہوئے حبیب الرحمن دیوبندی صدر مقرر ہوئے لمحضاً کیا ایسے جلسہ



میں حضرت تاج الفحول قدس سرہ شرکت فرماتے یا خوش ہوتے۔ ہرگز نہیں۔ کیا شہید  
مردم کی روح خوش ہوتی ہوگی ہرگز نہیں۔ حضرت تلج الفحول قدس سرہ مولوی محمد علی  
صاحب لکھنوی کے بارہ میں فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے علم اور اسباب شہرت دیے۔ مگر بزرگوں  
کا سایہ کسی میں سر پر سے اڑھٹہ گیا در نہ یہ تفریق نہیں بہتین فقط خانقاہ برکاتیہ ۲۲ رذی الحجہ  
۱۳۳۸ھ شنبہ فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری احمدی برکاتی۔

مکتوب ۴۷۔ منشی مولیٰ بخش صاحب موصوف الصدر کے نام ۶ رذی الحجہ ۱۳۳۸ھ  
کو سیٹا پور ارسال فرمایا۔ ”عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں مردان کی بات کا خیال نہیں  
کرتے مانت کر کے ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ سیٹا پور آتا ہوں فہمائش کروں گا۔“  
مکتوب ۴۸۔ حقیر اقم کے نام ۱۲ رذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

ہمدرد (اخبار لکھنؤ) ۲۶ اگست میں (مولوی) عبدالجباری نے ایک خط تقریر تقی  
بجہد شیعہ کے حامدین شائع کرایا ہے اور او سمین پوٹ مولوی احمد رضا خان صاحب  
(قدس سرہ) پر ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو جالب (ایڈیٹر صاحب ہمدرد) سے کہو کہ اخبار  
جب پبلک ہے تو کیا سبب ہے کہ ایک .... شخص کا مضمون شائع کرو اور دوسرے  
کا نہ کرو۔ ایک مسلمان بادشاہ (سلطان ترک) کی ادنیٰ خلافت کیلٹی (والون) کی  
خیالی خلافت (اس لئے کہ او سمین) اوس کے نزدیک قریشیت کی قید ضروری نہیں  
اور خلافت شرعیہ میں شرع مطہر کے نزدیک یقیناً لازمی و ضروری ہے) پر جو  
شخص (غریب سنی محققانے) احکام خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم دل سے انکار اور گاندھی پرستوں کی آندھی کے فتنے سے بچنے کیلئے لکھا ہے  
صرف سکوت کرے وہ (بہی ان تام نہاد خدام خلافت کے نزدیک) قابلِ طعن  
ہو اور رفاض جو خلافت راشدہ کے (دل و زبان سے) منکر ہیں وہ قابلِ ستائش ہو  
مکتوب ۴۹۔ محمد عوض مذکور بالا کے نام دوم محرم ۱۳۳۹ھ کو سیٹا پور ارسال فرمایا

”تحریر کیا اگر تینے ہندو لوگوں کی خاطر سے قربانی گاؤں کی ہوا وہ ہر سال کرتے تھے تو قربانی کی قیمت دوبارہ دو کیونکہ وہ قربانی (جو ہندوؤں کی خوشنودی کیلئے گائے کی قربانی کو چھوڑ کر دوسرے جانور کی کی) نہوتی۔“

**مکتوب ۵۔** مولیٰ بخش صاحب مذکور بالا کے نام دوم محرم ۱۳۳۹ھ کو سینٹاپور ارسال فرمایا۔ ”تحریر کیا کہ میں سینٹاپور آکر عمو اچھہ تمہاری بی بی کے فرائض کی شکایت سن کر فہمائش کروں گا ہمانوں کی مہمانی کرنا ثواب کا کام ہے مگر جب ذوی الحقوق کے حقوق ادا ہو چکے ہوں سودی قرضہ نہوا پس میں طے رہنا اچھا ہوتا ہے۔ قربانی گاؤں کے بارہ بن جو محمد عوض کو لکھا ہے وہ انکو بھی لکھا ہے۔“

**مکتوب ۵۔** برادر صاحب سید ارتضیٰ حسین پیر میا صاحب کے نام ۱۳۳۹ھ کو سینٹاپور ارسال فرمایا۔ ”نٹھے خان (کارکن جائداد حضرت قدس سرہ واقع سینٹاپور مؤذن مسجد حضرت جدی) کے (پاس سے برآمد شدہ) روپیہ اونکے ورثاء کو بعد مہمانی اپنے مطالبہ کرایہ و تحویل (جو ادائیگی تحویل میں رہا کرتے اور خود اونکے مسلم حساب کے رو سے ہی اذوقت ادائیگی تحویل میں تھے) دیدین اور وہ روپیہ (عملاً) جسکو (نٹھے خان) مرحوم نے چوری جانا (اپنی زندگی میں) بتایا تھا وہ (بوجہ اسکے کہ نٹھے خان مرحوم کی غلط بیانی باور کرنے اور جو روپیہ اونکے انتقال کے بعد ان کے پاس سے برآمد ہوا دوسکا وہی ہمارا روپیہ ہونے پر چوری جانا انہوں نے بتایا تھا کوئی دلیل شرعی نہیں ہے لہذا اسے اونکے پاس سے برآمد شدہ روپیہ میں سے) بکرا نہیں ہم جسے کر چکے ہیں۔ مسجد (حضرت جدی واقع تامیسین گج سینٹاپور) کو چھپا آدمی سنی المذہب ینک چلن جو نماز بھی پڑھا سکے رکھ لیں اور نٹھے خان کی خواہش بھی حساب کر کے دیدیں۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف میں اس کی تعلیم ہے کہ مشتبہ مال سے بچے۔ اور اسکی بھی کہ حق کو حقدار کے مرنیکے

بعد ہی اور اس صورت میں بھی کہ یہ دبا لینے پر قادر اور صاحب حق مطالبہ کرنے کی قوت نہ رکھتا یا کمزور ہو محض خدا سے ڈرتے ہوئے اور حقدار کا حق ہونیکے لحاظ سے ادا کر دے۔

مکتوب ۵۲۔ مولیٰ بخش صاحب موصوف الصدر کے نام ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو سیتا پور رسال فرمایا۔ ”تم نے اپنی بی بی پر زیادتی کی ہے اور ہو عقد ثانی کیا ہے وہ تمہارے مقتضائے حالات کے لحاظ سے خلاف مصلحت شرعی ہے۔ ہمارا قاعدہ اپنے متوسلین سے جو بعد نصیحت بھی خلاف شرع چلیں قطع تعلق ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مفادۃ شریفہ کے پہنچنے کے بعد مکتوب ایہ کا خط بہت طویل اپنے قصور کی معذرت اور التجائے عفو کا آیا۔ جس کا جواب حقیر راقم نے بمنظوری حضرت قدس سرہ یہ دیا کہ تمہارا معاملہ جب حضرت سیتا پور شریف لائینگے اس وقت فریقین کا بیان سن کر فیصلہ کر دینگے۔ مگر چونکہ ابھی تم نے ندامت اپنے کردار پر ظاہر کی ہے اور عفو قصور چاہا ہے لہذا معاف کیا جاتا ہے۔

مکتوب ۵۳۔ محی الدین پادشاہ ہمشیرہ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدر آباد رسال فرمایا۔ ”ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے چاہے بخومی علاج کرے یا عامل کرے۔ بخومی کے علاج میں اس قدر اور زیادتی ہے کہ اگر اس کو سچا جانا تو ایمان میں نقصان۔“

مکتوب ۵۴۔ سلیم صاحبہ اہلیہ نواب رسول یار جنگ کے نام ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدر آباد رسال فرمایا۔ ”بخومی غلط گو ہوتے ہیں میرے مشدان ذریقت ایسا ہی فرماتے ہیں۔ میرے علاج اونکے ساتھ نہیں ہو سکتا مان صدقہ مساکین مستحقین کو دینا (انشاء اللہ تعالیٰ) ضرور رد بلا کرتا ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے مگر صدقہ دینے میں بھی بخومی کا قدم در میان میں نہ ہو کہ اوپر کے

مکتوب شریف ۵۳ میں ہوا نہیں بلکہ صاحبہ کی ہمیشہ خود حقیقی کو اس سے لکھا گیا کہ  
انہیں اطلاع ہو جائے خود حضرت فرما چکے ہیں کہ ”بخوی کو سچا جانا تو ایمان میں  
لقصان“۔

مکتوب ۵۵۔ نواب سید سردار علیخان صاحب کے نام ۲۲ ربیع الآخر شریف  
۱۳۳۹ھ کو راجپور ارسال فرمایا۔ ”نماز پڑھنے کی تاکید لکھی“۔

مکتوب ۵۶۔ والدہ صاحبہ نواب صاحبہ موصوفہ الصدر کے نام ۲۴ جمادی الاول  
شریف ۱۳۳۹ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔ ”(ادنیٰ چوٹی صاحبزادی  
کے) عقد کے بارہ میں تحریر کیا کہ عقد بعلیق مسنون کیجئے گا اسراف و فضول  
خرچی امیرانہ سے بچئیگا“۔

مکتوب ۵۷۔ روشن علیخان کے نام آٹھ شعبان ۱۳۳۹ھ کو سیٹاپور ارسال فرمایا۔  
”چرخہ جو آپ نے ایجاد کیا ہے وہ باتباع گاندھویان اگر ہے تو خلاف شرع ہے  
ایسے کام کے لئے دعا کرنا فقیروں کو منع کیا گیا ہے (بہر حال اپنے آپ کو  
مشتہق قرار دینے سے بچنے کے لئے) آپ ملتوی رکھیے بعد رفع اس طوفان  
بے تمیزی کے دیکھ لیجئے گا“ فقیر راقم عرض کرتا ہے ۲۴ شعبان ۱۳۳۹ھ  
کو روشن علیخان کا خط جواب میں بایں مضمون آیا کہ میں گاندھویت سے بالکل  
علحدہ ہوں اور اس خط میں مکرر ادنبہوں نے اپنے چرخہ کی کامیابی کے لئے  
دعا چاہی اور جواب کیلئے ٹکٹ بھی بھیجا۔ لہذا ۹ ماہ صیام کو حضرت فیضان  
عبد الرحمن عبدالغنی کے نام کارڈ میں یہ لکھنا بھیجا کہ تمہارے واسطے یہ دعا کرتا  
ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ”یہ روشن علیخان ان عبدالغنی اور ان کے اعزاء  
کے ذریعہ ہی حضرت سے ملے تھے۔“

مکتوب ۵۸۔ حضرت فاضل اجل مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کے



نام ۲۱ شعبان المکرم ۱۳۳۹ھ کا دن گزر کر شب میں فقیر راقم کے ہمدست بریل  
 ارسال فرمایا۔ "ہمد، صدر الامثل و مجمع الفضائل و الفواصل مرقق و قائق شریعت  
 و محقق حقائق طریقت متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ ایا نا و جمیع المسلمین و نفعنا اللہ  
 تعالیٰ ایا نا و جمیع المسلمین بافاۃ ارشادہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ و بركاتہ  
 علیکم۔ پس از دعا ہائے درویشانہ معمولہ خاندان معروض۔ کرامت نامہ جناب  
 شرف صدر ولایا تہا میں نے اس کے ورود سے قبل ارادہ مصمم شرکت جلسہ  
 انجمن انصار الاسلام کر لیا تھا۔ مگر تین چار روز سے میری کمزوری درد ایسا ہو گیا ہے  
 کہ نماز بھی مشکل ادا کرتا ہوں۔ اور شب سے تحریک نزلہ ہے اور بخار آ گیا ہے۔  
 جس کے سبب سے سفر سے معذور ہو گیا۔ مگر دل و جان سے شریک اس انجمن مقدسہ  
 کا ہوں اور اس کی اعانت مالی و جانی کر نیکو موجود ہوں۔ اس کے مقاصد حمایت  
 سلطنت اسلام و حفاظت مقامات مقدسہ و اعانت مظلومین مسلمین بہ محفوظی پابندی  
 عقائد و احکام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التیمۃ کر نیکو بہت مستحسن جانتا ہوں  
 اور اجتناب و احتراز از اتحاد و محبت و واد مخالفان دین مبتدعین و کفار و  
 مشرکین کو لازم و ضروری جانتا ہوں۔ جیسا کہ یہی طریقہ مرضیہ ہمارے اجداد  
 کرام حضرت سیدنا مرشدنا امیر عبد الواحد صاحب بلگرامی اور حضرت جدی مرشدنا  
 سید شاہ حمزہ صاحب و حضرت جدی شمس الدین ابوالفضل حضرت آل احمد اچھے  
 میان صاحب و حضرت جدی و مرشدی حضرت سید شاہ آل رسول صاحب و  
 حضرت اخئی الاعظم سید شاہ ابوالحسین احمد لوری میان صاحب قدس سرہم کار ہا ہے  
 مزید یہ عریضہ مجلسہ انجمن میں پیر پور سنایا جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ متوسلان  
 خاندان برکاتی احمدی جو کما طرز عمل ہمارے اجداد و اکابر قدس سرہم کے اس طریقہ  
 مرضیہ کے خلاف ہو اداں سے ہم کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ان کو ہم سے تعلق ہے

نقطہ ۲۱ شعبان المکرم یکشنبہ ۱۳۳۹ھ ازمارہرہ خالقہ برکاتیہ - فقیر اسمعیل حسن  
عفی عنہ قادری احمدی برکاتی خادم آستانہ برکاتیہ احمدیہ -

عبارت لغافہ بخیریت جمع الفواضل والفضائل مولانا المکرم والمعظم مولانا مولوی حاجی  
قاری شاہ محمد رضا خان صاحب متعنا اللہ بطول بقائہم -

مکتوب ۵۹ - چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے نام مارہرہ ۱۱ راہ صیام ۱۳۳۹ھ کو ارسال  
فرمایا - "شوکت علی اور جلسہ گاندہ ہریان کی خرابی پر مطلع کیا۔"

مکتوب ۶۰ - نواب حبیب الرحمن خان صاحب شروانی صدر امور مذہبی ریاست  
حیدرآباد کے نام ۱۹ راہ صیام ۱۳۳۹ھ کو حیدرآباد وکن ارسال فرمایا -  
نواب صاحب والامناصب عظیم المناقب زادت منافعہم پس از اہل اس مرام سنت  
لمتس خدمت بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور آپ کی خیر و عافیت کا طالب - ایک ہفتہ کا  
عرصہ ہوا کہ فقیر حیدرآباد بغرض علاج دختر نواب رسول یار جنگ بہادر طلب کیا گیا  
اور انہیں کے مکان پر مقیم ہے اور شاید دو تین روز اور رہیگا زبانی برخوردار آل عباس  
معلوم ہوا کہ آپ کو فقیر سے اپنی خدمت میں نہ آنے کا شکوہ ہے - لہذا اوسکے رفع  
یکواسطے یہ دعا نامہ حاضر کیا جاتا ہے - فقیر کو مدد العزیزین - اور نوابوں سے ملنے  
کا بہت ہی کم اتفاق ہوا گوشہ گمنامی میں پڑے رہنے کا عادی ہے - عمر کا بڑا حصہ اسی  
پابندی کے ساتھ ہوا اوس کے بزرگان قدست اسرار ہم نے تعلیم فرمائی تھی گزار چکا ہے  
اور جو باقی ہے اوسکے واسطے بارگاہ رب العزت میں یہی دعا کرتا رہتا ہے - یارب در  
خلق تکیہ گاہم نکنی محتاج گداو پادشاہم نکنی این موتے میناہ سفید کردی زکرم باموئے  
سفید و سیاہم نکنی جہان میرے بزرگان قدست اسرار ہم نے یہ تعلیم فرمائی تھی وہاں  
یہی حکم دیا تھا - کہ مخلوق خدا امیر یا فقیر جس کی بیہودی کی جو خدمت تجہ سے ہو سکے  
اوس میں درج نہ کرنا چاہیے - یہی حکم ہم کو بھی کہی خالقہ سے باہر بجاتا ہے -

اسی سلسلہ میں میرا بیان آتا ہی ہوا اگرچہ میرے بعض بہائیوں نے جو مجھ سے علم و عمل  
 و مراتب میں افضل ہیں۔ اپنی مجتہدانہ رائے سے اس پابندی کو ترک فرما دیا ہے۔ مگر  
 فقراؤں کا ہمارے نہیں ہوا ہے جہاں تک امکان ہے اس کا سامی رہتا ہے کہ  
 اپنی حاجات کو اس قدر تنگ رکھے کہ امر کی خدمت میں جانا نہ پڑے اکثر یہاں  
 کے امر جو فقیر سے بالکل ناواقف تھے اپنی عنایت سے القادوم نزار و لایز و در پر عامل  
 ہو کر فقیر سے ملے۔ فقیر بے بضاعت کے پاس کیا تھا بجز اس کے کہ دعائے سلامتی  
 ایمان و جان و عافیت دارین اور صاحبوں کے واسطے اللہ تعالیٰ سے عرض کی آپ  
 تو اگرچہ فقیر سے کم واقف ہیں۔ مگر میرے اسلاف کرام قدسیت اسرار ہم سے بخوبی واقف  
 ہیں۔ کہ جن کے آستانہ مبارک پر شاہ و وزیر و امیر و فقیر جبرہ سار تھے مجھ کو ان حضرات  
 کی نقل نے اور آپ کو خیال امیری نے ملنے کا موقع نہ دیا مجھے جرأت نہ پڑی کہ بلا  
 حاجت حاجتمندوں کی طرح سے بلا طلب در دولت پر بار زدے شرف ملاقات  
 حاضر ہوں اور آپ کو اطلاع کر دوں اگر فرصت ہو تو باریاب ہوں اور اگر کہیں شریف  
 فرما ہوں ہوں یا فرصت نہ ہو تو واپس آؤں فقط ۱۹ ماہ رمضان شریف ۱۳۳۹ھ  
 زید آباد ڈیوڑھی نواب رسول یار جنگ بہادر۔ فقیر اسمعیل حسن عفی عنہ قادری  
 برکاتی احمدی۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس صحیفہ عالیہ کے جواب میں نواب  
 صاحب موصوف نے اپنے جوابی خط ۲۱ ماہ صیام ۱۳۳۹ھ میں حضرت کی خدمت  
 میں اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ اپنا خیال امارت نہیں بلکہ ریاستی تعلقات اور مالی  
 زید آباد کے ساتھ اپنے عہدہ کے پیش نظر مقتضائے حال کو قرار دیا۔ جس کے جواب  
 میں حضرت قدس سرہ نے ادنیٰ طرف سے اپنے اس خیال کے دور ہو جانے اور  
 اپنی روش کی وضاحت فریاد اور بعض دیگر فوائد پر مشتمل یہ صحیفہ عالیہ امضا فرمایا۔  
 مکتوب ۶۱۔ نواب حبیب الرحمن خان صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی ریاست

حیدرآباد کے نام، شوال ۱۳۹۹ء کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔

نواب صاحب دسح المناقب کثیر المناصب زادت مناقبکم۔ پس از مراسم سنت  
ملتس خدمت۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر آپ کے لئے دعا گوئے خیر بخیریت ہے۔ آپکا عنایت  
نامہ مجھے عرصہ ہوا ملیا تھا۔ مگر میں گلبرگہ شریف مخصوص واسطے آستانہ بوسی حضور  
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز حاضر ہو گیا تھا۔ تقریباً ایک ہفتہ حاضر رہا۔ شنبہ کو  
واپس حیدرآباد ہوا۔ اب انشا اللہ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میقوم ہوں گا۔ آپ کے عنایت نامہ  
نے میرے اس گمان کہ بہت سے امراء حال کے طریقہ کے موافق آپ بھی فیقروں کو فقیر  
سمجھتے ہیں دور کر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کو فیقروں سے ایسا خیال نہیں ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ  
تواضع زگردن فرزان نکوست

میں نے اپنے دعا نامہ میں عرض کر دیا تھا کہ میرے اکثر بھائی سرکارین (کمان و خورد)  
کے اپنی اجتہادی رائے سے یہی کہن پور کیا اور سب اغواستان میں تشریف لے جاتے  
رہتے ہیں۔ مگر چونکہ فقیر اور فقیر کے تعلیم کنندہ حضرات یعنی والد ماجد قدس سرہ اور عبد المجید  
قدس سرہ اور اوپر کے سب جد و قدس سرہ ہم کو ایسا اتفاق کہی نہیں ہوا ولائز رو  
اذرۃ دزراخری اس سبب سے فقیر کو جرات نہیں ہوتی رہا میل و بار خانقاہ چھوڑ کر  
یہاں آنا یہ اذن مستثنیات میں ہے کہ جو میرے بزرگوں نے جائز کہے ہیں۔ میرے  
بزرگ قدس سرہ ہم حقائق اور سلوک میں متبع شیخ اکبر قدس اللہ تعالیٰ سرہ  
العزیز کے تھے۔ حضرت نے فتوحات میں قیام و سفر کے بارہ میں مشائخین عظام کا  
اختلاف تحریر فرما کر فیصلہ فرمادیا ہے کہ فقیر اگر دیکھے کہ قیام میں مخلوق کو اس سے ہدایت  
کافائدہ پہنچتا ہے تو قیام کرے اور اگر سفر میں زیادہ ہے تو سفر بہتر ہے۔ سید سرور  
نواز جنگ سلمہ اللہ تعالیٰ کا تمام خاندان دو تین پشت سے فقیر کے خاندان کے سلسلہ  
رحمت و ارادت میں منسلک ہے اولاً اکثر صاحبان میرے خاندان کے خلفائے کرام



کی ارادت سے مستفیض تھے جنہیں سے نواب رسول یار جنگ بہادر کی بی بی بین -  
 اور اب اکثر صاحبان کو فقیروں نے باوجود اپنی بے بضاعتی کے اپنے بزرگان کرام قدس المرہم  
 کا شجرہ طیبہ پڑھادیا ہے۔ چونکہ انہیں اکثر مستورات ہیں۔ لہذا ضرور ہوا کرتا ہے کہ ان کو  
 اپنے بزرگوں کی راہ بنانے کی واسطے کہی آجایا کر دن۔ یہ سبب میرے خالقہا سے جدا  
 ہو کر وہاں آئینکا ہے آپ کے عنایت نامہ کے آئینکے بعد اب مجھے اس بارہ میں آپ سے  
 شکوہ باقی نہیں ہے۔ اور آپ کے واسطے دعائے خیر کرتا ہوں۔ ایک امر ضروری آپ کی  
 اطلاع کیواسطے ہے کہ عرصہ نو دس برس کا ہوا کہ فقیر پچھو شریف آیا تھا۔ اور  
 اپنے میزبانوں کے اصرار سے تین چار ماہ اتفاق رہتے کا ہوا۔ نماز جمعہ پڑھنے کو متعدد  
 مساجد میں حاضر ہوا۔ مگر امام صاحبان کو ان شرائط کا بھی کہ جسے کم از کم نماز تو ہو جائے  
 پابند نہ پایا واپسی وطن کے بعد مولوی انوار الد صاحب کو جو اس وقت صدر الصدقہ امور  
 مذہبی تھے مطلع کیا کہ جب سرکار نظام الدتعالی اس منکر کو قائم رکھے اور حمایت و  
 نصرت دین متین کی پیش از پیش توفیق عطا فرمائے امور مذہبی کیواسطے اعانت مالی  
 کافی طور سے دستی ہے اور آپ کے سپرد ہے تو کیوں آپ تو جہ نہیں فرماتے اور امامان  
 مساجد کو کیوں پابند شرائط امامت نہیں فرماتے۔ اور ایک رسالہ مباحث امامت  
 کہ جس میں اس بحث کی تفصیل واضح تھی اور جو میرے بڑے لڑکے مرحوم کامولفہ محقا  
 اپنے دعا نامہ کیساتھ بھیجا۔ جسکو مولوی صاحب ممدوح نے بہت پسند فرما کر مجھے  
 تحریروں فرمایا کہ جس قدر یہ رسالہ ہوں بھیج دیجئے کہ اماموں کو دیئے جائیں میں نے اور  
 تین رسالہ بھیج دیئے تھے۔ اب جو فقیر پہرایا تو وہی حال پایا۔ چونکہ اب آپ اس  
 عہدہ عظیم پر ہیں لہذا کم از کم اس قدر تو توجہ ضرور فرمادیجئے کہ امام صاحبان شرائط ما  
 تجوز بہ الصلاۃ کے تو پابند ہو جائیں فقط بہ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ ڈیڑھ  
 رسول یار جنگ بہادر پچھلی کمان حیدر آباد الداعی الی الخیر فقیر اسمعیل حسن عفی عنہ

القادری البرکاتی الامجدی۔

مکتوب ۶۲۔ سچا صاحب سید ہمدی حسن صاحب کے نام ۱۱ شوال ۱۳۳۹ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔ ”اخبار عہد میں جو اونکی گاندھوی جلسہ کی شرکت معلوم ہوئی اس پر نکوش کی۔ اور اپنا رنج ظاہر کیا ہے۔ اور (ایک شرعاً نااہل امامت کی) نماز عید کی امامت پر اپنی ناپسندیدگی تحریر کی ہے۔ حامد حسن اور ایوب حسن اور ظہیر نے اگر نماز ادا نہ کرے (بالا) کے نتیجے بسبب اتباع شریعت نہیں پڑی تو اچھا کیا میں ہی نہ پڑتا۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کرامت نامہ کے ارسال کے بعد سید ہمدی حسن سچا صاحب کا جو خط مورخہ ۱۱ شوال رامپور سے موصول ہوا اس میں انہوں نے روداد جلسہ گاندھوی شامل شدہ اخبار عہد میں جو اونکا جلسہ گاندھوی میں معین و شامل ہونا لکھا تھا اس کی بہت زور سے تردید کی۔

مکتوب ۶۳۔ پہو پہا صاحب سید حسین خیر صاحب کے نام ۱۵ شوال ۱۳۳۹ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔ ”مولوی عبدالقدیر کی جو (دیکھو) محلہ داؤن نے پیشوائی کی یہ کچھ دینداری کیواسطے نہ تھی۔ کیونکہ انکے جدا مجد اور والد ماجد اور برادر معظم کی جو ہزاروں درجے ان سے علم و عمل و تقویٰ میں افضل تھے نہ کی۔ آپنے جو ارم سروپ کی ستائش کی وہ گناہ سے خالی نہیں ہے مشرک کا کوئی کام قابل ستائش نہیں ہوتا ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ پہو پہا صاحب مرحوم نے نان کو آپریشن کی گاندھی کی آندھی کے زور کے زمانہ میں ان مولوی صاحب کا جو اس وقت گاندھویوں خلافتیوں کے ہمنوا اور ان کے محترم و پسندیدہ تھے مارہرہ کہہ رہے پوچھ آنا اور یہاں کے گاندھویوں خلافتیوں کا ان کے استقبال میں گرم جوشی دکھانا۔ نیز ارم سروپ گاندھوی کی یہاں تک فقیر کو یاد ہے کچھ اس قسم کی ستائش لکھی تھی کہ اسنے زوردار تقریر کی اور اوسکے جلد میں عوام کا انعام کا بڑا اجماع ہوا ان کے اس خط کے جواب میں حضرت نے

یہ صحیفہ ارسال فرمایا۔

مکتوب ۶۴۔ چچا صاحب سید ہدی حسن صاحب کے نام ۱۹ شوال ۱۳۳۹ھ کو رامپور ارسال فرمایا۔ ”مراسلت جو اخبار ہمد ۲۱ جون (۱۹۲۱ء) میں مطبوع ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عزیز گاندھوی جلسہ میں جو بارہرہ میں ہوا شریک ہوئے اور دلچسپی لی اس سے بہت رنج ہوا کہ ہمارے آپس میں دنیوی اختلاف تو تھے اب دینی بھی ہو گئے کہ جنکے سبب سے مجبوراً ایک دوسرے سے علیحدگی قطعی ہو جائیگی۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے یہ کرامت نامہ بھی چچا صاحب سید ہدی حسن صاحب کے ایک خط کے جواب میں اونکے اس خط، اشوال کے موصول ہوئے پہلے جمعین اونہوں نے گاندھوی جلسہ میں اپنی شرکت کی تکذیب کی تھی ارسال ہوا تھا۔ جب وہ خط، اشوال موصول ہوا تو حضرت نے یہ کرامت نامہ ارسال فرمایا جو آگے آتا ہے۔

مکتوب ۶۵۔ چچا صاحب سید ہدی حسن صاحب کے نام ۲۲ شوال ۱۳۳۹ھ کو رامپور ارسال فرمایا۔ ”مراد کی شائع کردہ روداد میں جو تمہاری نسبت ادسنے غلط بات لکھ دی ہے اسکی تردید لکھ کر اخبار میں ہیجدو کہ طبع ہو جائے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کے جواب میں چچا صاحب نے اپنے خط موصولہ ۱۳ شوال ۱۳۳۹ھ میں گاندھوی عقائد اور طرز عمل سے اپنی بیزاری اور گاندھوی جلسہ میں تحریب جلسہ کیلئے جانا تحریر کیا۔“ مکتوب ۶۶۔ علیم الدین صاحب مہتمم پولیس گلبرگہ شریف کے نام ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو گلبرگہ شریف ارسال فرمایا۔ ”لکھا کہ آپ کسی کو رنج نہ پہونچائیں آپکو بھی کوئی رنج نہ پہونچا سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ، میں آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ اس ارشاد ربانی پر مبنی ہے ما اصابکم من مصیبتہ فیما کسبت ایدیکم۔ جینی کرنی ویسی بہرنی۔“

مکتوب ۶۷۔ محمد عوض کے نام ۹ صفر ۱۳۴۰ھ کو سیٹاپور ارسال فرمایا۔

”بد تو بہ و تجدید ایمان دو گواہوں کے سامنے تجدید عقدہ وجہ سے کرو۔ اور انہیں  
خواب و ضلالت گاندہویہ کے پاس نہ جائز کا عہد کرو تمہارے مصائب بہت  
ہی ہیں تمہاری ایکانی کمزوری و خطا کاری ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے محمد عیوض  
کو اس تو بہ و تجدید کی ہدایت اس لئے فرمائی تھی کہ انہوں نے سیتاپور کے ایک بیٹر  
اور ایک وکیل مدعیان اسلام گاندہویوں کو اونکی میڈیکل بورڈ کی ممبری کی رائے  
دی تھی۔ بد مذہبوں بد دینوں کی اعانت اور تقویت اول تو خود اشیاء حرام اور سبب  
ہدم سنت و اسلام ہے۔ دوسرے زمانہ بہت شر اور شور اور بھل مگرابی کے زور کا ہے  
ناواقف کم علم عوام کو اگر پہلے ہی قدم پر نہ روکا جائے۔ تو وہ اول تو خود اپنے بھل  
دوسرے اہل باطل کے کید و کمزین پھنسکر آج اگر بکروہ کا ارتکاب کیا ہے تو کل حرام  
قطعی اور پھر اس سے ضلال مبین اور پھر اس سے کفر ہمین تک بجا پہنچتے  
ہیں۔ لہذا اس وقت کے جرم اور آئندہ کیلئے نظر احتیاط و حزم کے لحاظ سے حضرت  
نے سختی سے منع فرمایا۔ اور محمد المد تعالیٰ اوسکایہ مفید اثر ہوا کہ اوسکے جواب میں  
محمد عیوض نے اپنے معروضہ موصولہ ۱۲ صفر ۱۳۴۲ھ میں لکھا کہ۔ ”حسب الحکم  
تجدید ایمان و تو بہ تجدید عقد کر لی۔“

مکتوب ۶۔ چچا صاحب سید مہدی حسن کے نام مارہرہ ۹ صفر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا  
دو گاندہویت کے قصہ پر اپنی بنیاری اور اون (چچا صاحب) کے مذاکرہ نہ کرنے پر  
افسوس لکھا۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ قصہ گاندہویت وہ ہے جو اسی ۹ صفر  
کے موصول خط برادر صاحب سید ایوب حسن صاحب میں لکھا آیا تھا کہ مارہرہ میں  
کبوتران گاندہویہ نے ایک جلوس منجوس نکالا بستی پیر زادگان میں بھی لائے اور  
درگاہ شریف کالشت کرایا ایک گاندہویت میں پورڈو لے پر سوار چرخہ کات رہا تھا  
جے کارے گاندہویہ نے پکارے۔ پھر خود چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب نے



یہی اپنے خط موصول ۱۰ صفر میں یہی واقعات لکھے اور بعض اور یہی گاندھوی خانات  
 لکھے جو قصبہ کے دوسرے مقامات میں گاندھویہ نے کئے۔ حضرت کے اس والا  
 نامہ کے جواب میں چچا صاحب موصوف نے اپنے خط موصول ۲۴ صفر ۱۳۴۰ میں  
 گاندھویہ کی شرارت سے اپنی سخت بنیاری اور بوجہ مجبوری اپنا اونکا تذکرہ نہ کر لینا  
 تحریر کیا جس کے جواب میں حضرت نے یہ والا نامہ ارسال فرمایا جو آگے درج ہے۔  
 مکتوب ۶۹۔ چچا صاحب سید ہندی حسن صاحب کے نام رامپور ۵ صفر ۱۳۴۰  
 کو ارسال فرمایا۔ ”مسجد (خانقاہ) کی امامت جمعہ کا انتظام کرنا اور عین خود اپنے  
 میں مسجد کی اس خدمت اور دوسری خدمات کی اہلیت پیدا کرنا چاہیے۔ اگر ہم متفق  
 ہو کر شورش و شرارت گاندھویان کا تذکرہ کریں تو کبھو بستی (پیر زادگان) خصوصاً  
 ہماری درگاہ شریف میں اپنی خباثت نہیں ظاہر کرنے پائیں درگاہ شریف کے روضہ  
 سیاہ کا انتظام کر دینا چاہیے۔ میں ذمہ دار ہوں کہ اگر درگاہ شریف کی مالگداری میں  
 (اس روضہ سیاہ کے دامن کی) مجرائی نہ ہوئی تو (تمکو) اپنے پاس سے دوزگا  
 فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ امامت مسجد خانقاہ کا ذکر اس والا نامہ میں اسلئے فرمایا کہ  
 برادر صاحب سید ابوب حسن صاحب نے اپنے خط موصول ۹ صفر میں یہ بھی لکھا تھا  
 کہ راقم اور حضرت کی غیر حاضری خانقاہ کے زمانہ میں ایک بار جمعہ کی نماز چچا صاحب  
 موصوف نے عبد العزیز خان ساکن بستی پیر زادگان سے پڑھوائی وہ اس پر مص  
 ہوئے کہ اذان خطبہ اندرون مسجد ہو مگر برادر صاحب ممدوح نے یہ نہ ہونے دیا  
 برادر صاحب موصوف کو تو حضرت نے جہی فقیر کے خط میں اذان خطبہ مطابق  
 سنت بیرون مسجد ہی ہونکی تاکید لکھوا دی تھی۔ اور اس والا نامہ نیز اس سے  
 پہلے کے ایک اور والا نامہ میں سے بھی خود چچا صاحب کو بھی اس طرف متوجہ فرمایا  
 مکتوب ۶۹۔ محمد عوض کے نام سیلتا پور ۵ صفر ۱۳۴۰ کو ارسال فرمایا۔

”تمہارے قبول نصیحت دینی سے خوشی ہوئی۔ تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔“  
 فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ محمد عوض کے اس خط کے موصول ہونے کے بعد تحریر فرمایا  
 جمیں اور انہوں نے حسب ہدایت حضرت توبہ و تجدید اسلام و نکاح کر لینے سے  
 مطلع کیا تھا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک مخلص ہادی و رہبر سبہان خلاف  
 ورزی احکام خداوندی پر زبرد و نفرت کرتا ہے۔ وہاں اتباع و تعمیل احکام شرعی  
 پر تحسین و آفرین سے توبہ و رجوع کرنیوالے کا دل بڑھا کر اسے اور دوسروں کو  
 احکام خداوندی کی تعمیل اور انکی طرف رجوع کرنے اور واپس آنے پر ترہیں  
 بھی بناتا ہے۔

مکتوب ۱ - والدہ سید سردار علیخان صاحب کے نام - ربیع الاول شریف  
 ۱۳۳۷ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔

”لکھا کہ (مولوی) عبد القدیر ہم اور ہمارے بزرگوں سے علیحدہ ہو کر اب (مولوی)  
 عبد الباری لکھنوی کے پس رو ہو گئے ہیں جنکی راہ اور ہماری راہ الگ ہے۔“

مکتوب ۲ - انہیں کے نام دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔  
 ”(مولوی) عبد الباری سے اپنی حد بہر علیحدگی کو بوجہ مخالف مذہبی لکھا اور اپنے  
 متوسلین کو بھی اونسے علیحدگی کی نصیحت تحریر کی۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے چونکہ  
 مکتوب ایہا موصوفہ حضرت کے سلسلہ طریقت میں نسلک نہیں۔ اور اونسے  
 گہرانے میں بوجہ مولوی عبد القدیر صاحب کے دخل کے مولوی لکھنوی صاحب  
 کا دخل درموج ہونیکاندریشہ تھا۔ لہذا اپنے متوسلین کو حق نصیحت دینی ادا  
 کرنے ہوئے فتنہ گاندہویت سے انہیں بچانے کیلئے یہ دونوں مفاوضات  
 عالیہ تحریر فرمائے۔ اور آخر کے جواب موصول ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ میں  
 مکتوب ایہا موصوفہ نے لکھا کہ ”(مولوی) عبد الباری لکھنوی مجھے کوئی واسطہ نہیں“

مکتوب ۳۱۔ منشی رضا خان صاحب کے نام مارہرہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

”دینی بات یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ جس سے (اونکی دختر کا) عقد ہوتا ہے وہ گاندہوی طریقہ کا دلدادہ ہے اس سے توبہ کرا لیجئے گا۔“

مکتوب ۳۲۔ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۲۱ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو حیدر آباد دکن ارسال فرمایا۔

”طریقہ یا معمولی واسطے دفع درد ڈاڑھ لکھ دیا“

فقیر راقم عرض کرتا ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ جسکی ڈاڑھ یا دانت میں درد ہو اس سے کہے کہ مہو بخ درد کو ہاتھ سے دبائے اور پھر عامل لکڑی پر یا سمحلوئی اس طرح میم اور عین اور داو کے سر کیلے ہوئے بوف دار ہون لکھے اور اونچین لوہے کی میز کیلین ٹھونک دے اور جسکے درد ہے اس سے کہدے کہ اب سو ڈھ ترکاری عمرہ کیلے چھوڑ دے نہ کہائے۔ درد بجکے تعالیٰ دور ہو جاتا ہے۔ فقیر اپنے بہنی بہانی نیت جائز سے مقصد و محل جائز میں یہ عمل کرنیکی اجازت دیتا ہے۔ حضرت کی تعلیم سے یہ عمل اسی طرح فقیر کا مجرب ہے۔

مکتوب ۳۳۔ محمد علیم الدین صاحب مہتمم پولیس کے نام عثمان آباد دکن ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ کو ارسال فرمایا۔

”نام نہاد، ترک موالات کی نسبت عقلاً و نقلاً ناجائز ہونا تحریر کیا جو گاندہوی ترک موالات ہے۔“

مکتوب ۳۴۔ محمد عوض کے نام غرہ جمادی الاخرہ ۱۳۴۰ھ کو سینٹاپور ارسال فرمایا عزیزم محمد عوض سلمہ پس از دعا ہائے حصول عافیت دارین و ہدایت و استقامت بر دین حق اسلام و ملت حقہ اہلسنت و جماعت واضح رائے ہو بفضلہ تعالیٰ فیہ

تمہاری خیریت کا طالب بخیر ہے یہی تمہارا خط ملا خلافت کمیٹی کی شرکت اعانت  
خواہ وہ بصورت مجبوری ہو یا کسی طرح..... سخت ہلاکت اور دین و ایمان کی اشد درجہ  
تباہی و بربادی کی منجر ہے بقول اوسکے ایک ذمہ دار رکن دسر گرم ممبر و سکریٹری  
مشرک شوکت علی کے یہ کمیٹی ایک ایسا جدید مذہب ایجاد کرنیکی فکر میں ہے جو مشرک  
و مسلم کا امتیاز اذہادے اور سنگ و پیراگ بتوں کے معبد کو مقدس ٹہرا دے یہ کمیٹی  
غریب ناواقف مسلمانوں کو دہوکہ دینے کیلئے نام تو لیتی ہے حمایت سلطنت  
اسلامیہ و مقامات مقدسہ و اعانت مظلومین ترک کا اور کام کرتی ہے سورج یعنی  
ہندو راج کا جسکی اندھا دھند میں ابھی یہ حالت ہے کہ مشرک ابوالکلام آزاد و کتعلی  
و محمد علی ایک ایک ہندو مشرک کے بدلے دس دس بیس بیس مسلمانوں کی جانیں  
بھینٹ چڑھانیکو تیار اور اپنے ہندو بھائیوں کے پیچھے خاص خلافت سے جسکے  
اس قدر دسر گرم حامی ملتے ہیں برسر پیکار ہیں۔ کون سی ایمان و اسلام سے ضد  
تھی جو الگ نام نہاد و خدام خلافت نے نہ باندھی شعار اسلامی قربانی گاؤں بند اور  
شعار کفر فتنے کیلئے جہاد یو کے لنگ کا علم پیشانی پر بلند مشرکوں کی جے پکاری  
مشرک کو جہا تمار و ح اعظم خضر و مسیحی ہادی و رہبر رحمت عالم پاکدل یہاں تک  
کہ نبی و پیغمبر تک بنایا اس کمیٹی کی ضلالات و بطالات و کفریات علمائے اہلسنت  
نے اپنی تقریرات و تحریرات میں کہول کہول کر دکھادی ہیں۔ بر خور دار محمد سیان  
سلمہ نے اپنی تحریروں میں ان خلافت کمیٹیوں میں شرکت کی سخت اشد ہلاکت اور  
ان کی سخت اشد اشد بیچ شاعت کفر و ضلالت و بطالت عیان کر دی ہے  
اس کمیٹی میں ایک پائی بھی دینا دین و ایمان کی بیخ کنی ہے تم ہرگز ہرگز خلافت  
کمیٹی یا اوسکے انگورہ فتنہ میں ایک پیسہ ایک جہ نہ دینا ہرگز ہرگز اس کے ممبر نہ  
بننا فقیر پر تمہاری خیر خواہی دودجہ سے لازم ہے اولاً بحق اسلام دوم بحق توسل



و تمسک شجرہ پیران عظام اسی لئے تمکو صاف صاف اس ہلاکت سے بچانا اپنا  
 فرض جانتا ہے۔ فقیر محمد اللہ تعالیٰ حسن توفیقہ اس کمیٹی اور جواد سمین کسی طرح  
 شریک ہو اس سے قطعاً نیز اردو بری و بیلاۃ ہے انکوہ فنڈ بھی غریب ناواقف  
 یہاں عوام سے دام سیدھے کر نیکا ایک خوش آئند نام ہے درنہ حقیقت اسکی  
 بھی وہی ہے جو خلافت کمیٹی کے اور دوسرے جاری کردہ فنڈوں کے چند دن  
 کی ہوئی لیڈران نے خوب کلچرے اور طرائے لندن و پیرس کے ہٹولون ٹھہرن  
 کے مزے لوٹے جنہیں پھر ٹکلاس کے ٹکٹ کے دام بھی نہ جڑتے تھے۔ وہ  
 سیکنڈ اڈر فرسٹ کلاس رزرو کر کے مارے مارے پھرے اور پھر جو اس سے بچا  
 اس سے اپنے ہندو بھائیوں کو مسلمانوں کا مطلق العنان حکمران بنانے کا کام کیا  
 اسی خاص انکوہ فنڈ کی دیکھو مرکزی کمیٹی بمبئی کے صدر اور نائب صدر اور سکرٹری  
 کے دستخط سے ابھی حال میں نہ ارجووری کے ہمد میں اعزان شائع ہوا ہی جس میں  
 یہ تمام لیڈران بیخ کن اسلام صاف صاف لکھتے ہیں کہ ہم نے نہایت وفاداری  
 سے سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار شخص یعنی ہما تھا گاندھی کی واحد مطلق العنان  
 حکومت تسلیم کر لی ہے جب ہمارے مطلق العنان حکمران حکم دین تو ہمیں بے  
 چون و چرا جیل خانے بہر دینے چاہئیں اور انکا حکم بے کم و کاست ماننا سب  
 زائد اہم و ضروری ہے دیکھو نام تو ہے کہ یہ انکوہ فنڈ کے لئے غریب مظاہم ترکون  
 کی اعانت کیلئے روپیہ جمع کر نیکا واسطے ہدایات دے رہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ  
 ہے کہ غریب ناواقف عوام کو اپنے مشرک امام کی مطلق العنان واحد حکومت  
 منوار ہے ہیں۔ ایسے فنڈوں میں چندہ دینا دین و ایمان کو ہلاک کرنا ہی ترک  
 ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ ہم انکی بطریق جائز و مفید اپنی حتی الوسع امداد و  
 اعانت کریں ہمارا دین اور ایمان ہے مگر ان فنڈوں میں دینا تو ترکونکی اعانت

نہیں بلکہ مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنانے پر عانت ہے والیاء اللہ تعالیٰ! جنہیں  
 تھے مولوی عبداللہ لکھنوی اسی فرقہ ضالہ و مابیہ دیوبندیہ سے ہیں۔ جو حرمین شریفین  
 کو شکرستان اور وہاں کے علمائے کرام اہلسنت اور دیگر ساکنان اہلسنت کو مشرک  
 سمجھتے ہیں۔ ترک سینوں اور ان کے سلطان کو کب مومن جانتے ہیں۔ آج یہ سنی  
 غریبوں کو دھوکہ دینے کیلئے حامی اسلام و درود خواہ سلطنت اسلام و مقامات متقد  
 اسلامیہ بنتے ہیں ان کے دھوکوں میں نہ آؤ ان کے خوش آئند الفاظ پر نہ جاؤ اپنے اور  
 جہان کے سردار مولیٰ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہر وقت پیش رکھو دیکھو وہ اسوں  
 کی نسبت تمہیں یہ صاف صریح فرمان دیتے ہیں۔ ”ایکم دایاہم لایصلوکم ولا یقتولکم“  
 بد مذہبوں سے دور رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دین کہیں تمہیں  
 فتنے میں نہ ڈالیں ان کے اس کہنے میں نہ آؤ کہ یہ چندہ انگورہ کو بھیجا جائیگا یہ سلطنت  
 اسلامیہ کی حفاظت میں لگیگا یہ چین چان ہوگا۔ اول تو ان کے اس زبانی دم دلا سون  
 کی حالت خود ان کے اعمال ہی سے عیان ہے کہ انگورہ و نگورہ کہیں نہ جائیگا لہذا ان کے  
 بڑے بڑے پیٹوں میں سما یگا۔ جو اس سے پہلے ایسے جانے کتنے ہزاروں لاکھوں  
 کے چندوں کی صاف ڈکار چکے ہیں۔ جو اس سے بچیکادہ مسلمانوں کو ہندوؤں کا  
 غلام بنانے میں کام آئیگا۔ اور بالفرض اگر بچا سوان سوان حصہ انگورہ بھیجے گا نام  
 بھی کریں تو ان کے فتنہ میں داخل کرنا انکو دینا انکی کیٹی کا ممبر بننا یہ سب انہیں اپنے میں  
 ایک قسم کا ذخیل بنانا اور انکی شوکت و جماعت بڑھانے والوں کی فہرست میں اپنا نام  
 بھی لکھوانا ہے اور وہ سخت اشد حرام ہے دیکھو ہمارے آقا و مولیٰ علیہ افضل الصلاۃ  
 و التثانی فرماتے ہیں۔ ”من مشی الی صاحب بدعتہ لیوقرہ فقد اعان علی ہدم الاسلام“  
 اور ہمارا اور تمہارا اور تمام جہان کا خالق و مولیٰ جل و علا فرماتا ہے ولا ترون الی البدین  
 فتمک النار جو کسی بد مذہب کی طرف اسکی توفیر کرنے کے ارادہ سے چلا پس

بیشک اوس نے اسلام کے ڈھانے پر اعانت کی اور ظالموں کی طرف میل نہ کر دہمیں جہنم  
 کی آگ چھوئے دیکھو اس حدیث شریف اور آیہ کریمہ نے بد مذہبوں کی توفیر کرنے کیلئے  
 پہلے کو بھی ہدم اسلام پر اعانت بتایا اور انکی طرف ذلت سے مائل ہونے کو بھی موجب  
 عذاب الہی ٹھہرایا والیہذا بالہ تعالیٰ یہ اسکی دلیل ہے کہ شریعت مطہرہ ہمیں بد مذہبوں  
 سے قطعاً دور رہنے کا حکم دیتی ہے جسکو کثیر آیات و احادیث میں بتا کیڈ اہتمام تام  
 ارشاد فرمایا گیا ہے امام ابن سیرین نے جو امام الفقہاء امام المحدثین امام الصوفیہ  
 سب میں بد مذہبوں سے حدیث شریف و قرآن مجید تک سننا گوارا نہ فرمایا اور انہیں  
 اپنی مجلس شریف سے نکال دیا یہ اسلئے کہ کہیں انکے دل میں بد مذہب کے قرآن و  
 حدیث سنکر اوس بد مذہب کی کچھ وقعت نہ آجائے کہیں وہ انہیں کسی فتنے میں نہ  
 ڈال دے مدرسہ اسلامیہ سیتا پور نے پہلے جو چندہ لیا اوس سے تو یہ کیا کہ رد آریہ  
 کا نام کر کے وہابی ملوں کو بلا کر سیتا پور میں وہابیت پھیلانی اب کہ لیڈران نے  
 ادن آریوں کو اپنا یقینی بھائی دلی دوست پیشوا اور رہنما وغیرہ بنا لیا ہے تو  
 یہ کچھ لا تجربہ بتاتا ہے کہ مدرسہ اسلامیہ کے نام سے چندہ لیکر اب اوس سے آریت  
 و گاندھویت پھیلانی جائیگی غرض خلاصہ یہ ہے کہ تم ہرگز نہ خلافت کمیٹی کے ممبر  
 بنو نہ خلافت کمیٹی کو خلافت یا انگورہ فتنہ کسی میں چندہ دو نہ سیتا پور کے مدرسہ  
 سے جواب دہا بیوں اور گاندھویوں کے زیر اثر و اقتدار ہے کوئی سر و کار رکھو  
 نہ اوسمیں چندہ دو نہ مولوی عبداللہ اور دوسرے کسی بد مذہب وہابی گاندھوی  
 وغیرہ سے میل جول رکھو بڑا ہڈ۔ ہم اور ہمارے بزرگان دین اور تمام سلف صالحین  
 رحمہم اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ یہی طریقہ ہے جو اسکے خلاف ہے اوس سے ہم اور ہمارے  
 تمام پیارے عظام و اسلاف کرام سب بری بنیں۔  
 غرہ جمادی الاخریٰ دو شنبہ ۱۳۴۰ھ فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری بکاتی از خانقاہ برکاتیہ ماہرہ۔

مکتوب ۸ - نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام گلبرگہ شریف، ۲۴ جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”سہنی (نذر حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فاتحہ وہاں (یعنی گلبرگہ شریف میں) بہان خود نذر ماننے والے اہم وقت مقیم تھے) ہی ہونا چاہا ہے خود آپ فاتحہ پڑھیں۔ اور چونکہ گاندھوی امت کے جلسوں کا جمیع شریف میں ایام عرس معلیٰ میں ہونا انبیا سے معلوم ہوا ہے لہذا آپ عرس معلیٰ سے دس پندرہ روز کے بعد حاضری دینا مکتوب ۷ - محمد عوض کے نام سیٹاپور، رجب ۱۳۳۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”میں عنقریب سیٹاپور انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہوں مولیٰ بخش اور اونکی زوجہ کی بالمشافہہ شکایات سنو نگار و جبہ پر خاوند کی فرمانبرداری ضروری ہے اور خاوند پر نان و نفقہ اور اسکی دل جوئی۔“

مکتوب ۹ - الہخانہ فقیر راقم کے نام بریلی ۲۵ شعبان ۱۳۳۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”تحریر کیا جھکوالدہ سلطان محمود صاحب (مرحوم برادر مامون زاد الہخانہ راقم) سے کچھ غیرت نہیں ہے محمد میان سلمہ کو (جو سید سلطان محمود صاحب مرحوم کی تعزیت ادن کی والدہ صاحبہ سے کرنے بریلی گئے تھے) انہوں نے راہ خیر کیلئے) جو روپیہ دیئے یہ خلاف مراسم دینی ہی ہے تین ممانعت شرعیہ ہے لہذا واپس کرتا ہوں تم میری جانب سے یہ عذر کر کے واپس کرو۔ پانچ قطعہ نوٹ تعدادی پانچ روپیہ بھی ملفوف ہیں۔“

مکتوب ۱۰ - نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا ”توید دفع گردہ کا واسطے (ایک نواب صاحب کے جو ریاست حیدرآباد کے ایک صیغہ کے وزیر کے معتمد نائب وزیر تھے) ملفوف ہے اور تحریر کیا کہ اگر وہ (محمد مذکور) عادی منشیات کے ہوں تو پھوڑیں۔“

مکتوب ۱۱ - محی الدین پادشاہ کے نام حیدرآباد ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ کو ارسال فرمایا۔



”سنی (نذر حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فاتحہ تم وہاں ہی اپنے وطن حیدرآباد میں کرو جو مانتا ہے اویکو اپنی موجودگی میں کرنا چاہیے۔“

مکتوب ۸۲۔ حکیم عبدالمجید صاحب کو لکھنؤ بیس ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”جب زکات کسی عمل کی دینے کی ترک جلالی و جمالی سے نیست کیجائیگی تو پرنسپلز می ہوگا۔ آپ جو مریض کو نسخہ تجویز کرتے ہیں تو پرنسپل کا یکساقدغن کرتے ہیں اگر وہ پرنسپل کریگا تو نسخہ کیا فائدہ دیگا۔ میں نے جو آپکو پرنسپل تھے وہ بہت آسان لکھے تھے اب اس قدر اور آسانی کر سکتا ہوں کہ خادم یا خادمہ بوقت خدمت اثبات منوعہ سے الگ ہوئے اور گوشت نہ کھائے۔ شجرہ زہدیت اعمال مجربہ سے ہے واسطہ کشائش داریں بہت مفید ہے۔ اگر نہ ہو سکے تو بہ نیت نیم زکات قصیدہ بردہ شریف و قصیدہ غوثیہ شریف (کی زکات) دے لیجئے۔ اگر ارادہ ہو تو لکھئے کہ ترکیب بھی چون اور دونوں قصیدے بھیجئے کہ ادنیٰ تصحیح اعلیٰ و لفظی کرادوں۔“

مکتوب ۸۳۔ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام حیدرآباد دوم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”مطلع ہندوستان پر ایسی تاریکی گاند ہوئی پہلی ہوئی ہے کہ صاحبان خدمت اوسکے رفع کرنے میں کوشاں ہیں۔“

مکتوب ۸۴۔ محمد عوض کے نام سیناپور ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو سیناپور ارسال فرمایا۔  
 ”تہنیت تولد فرزند اور بنام غلام غوث رکھنے کو لکھا اور قربانی گاؤ سے خوشی ظاہر کی“  
 فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ محمد عوض کے خط موصول ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو مولود لڑکے کیلئے نام تجویز کرنے کیلئے معروض اور اپنا (حضرت کی نصیحت اور تاکید سابق کے مطابق) قربانی گاؤ کریکا اظہار کیا۔ جسکے جواب میں یہ صحیفہ ارقام فرمایا اور نصیحت شرعی کے ماننے اور شحات اللہ کے فتنہ کے وقت قائم رہنے پر اظہار مسرت سے اولکادل ٹہرایا۔

مکتوب ۵۵۔ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۹ اذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال  
انسان کا قاعدہ ہے کہ جو چیز جتنک نہیں ملی ہوتی اسکی قدر ہوتی ہے اور جب لمبائی  
ہے تو بقدر ہوتی ہے آپ کی واسطے دعا کرتے غافل نہیں رہا۔ رہا قبول ہونا (وہ)  
اللہ تعالیٰ کے اختیار (میں) ہے۔

مکتوب ۵۶۔ انہیں کے نام ۲۸ اذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”نسبت دور کے قریب سے (دعا) پڑھنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے“  
مکتوب ۵۷۔ انہیں کے نام ۱۳ محرم ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”نماز کی تاکید تحریر کی کہ ناغہ نہ ہونے پائے“

مکتوب ۵۸۔ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۵ محرم ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”نماز کی پابندی کی بہت تاکید میں نے لکھی“

مکتوب ۵۹۔ مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے نام ۹ محرم ۱۳۴۱ھ کو بدایون ارسال فرمایا۔

”بسیب ادنکے (مولوی) عبدالباری اور گاندہ ہولیون اور دیوبندیون سے لمبائی کے  
اپنی علیحدگی تحریر کی۔“

مکتوب ۶۰۔ ایک خیر طلب کے نام ۲۵ محرم ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

”مولوی (عبدالباری) کا اپنے بزرگان قدست اسرار ہم اور مولوی عبدالمجید صاحب

و مولوی فضل رسول صاحب و مولوی عبدالقادر صاحب و مولوی عبدالقادر صاحب

سے عقیدہ و مذہب مخالف ہونا تحریر کیا اور (مولوی) عبدالقدیر نے جو اخبار میں

اپنے خادم آستانہ قرنگی محل ہونا اور (مولوی) عبدالباری کے ہر پسند کے ہوتے امر

کا متبع ہونا شائع کرایا تھا وہ بھی لکھ دیا اور اوپر اپنا افسوس تحریر کیا۔“

مکتوب ۶۱۔ نواب سید سردار علی خان صاحب کے نام ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۴۱ھ کو حیدر آباد

ارسال فرمایا۔

”سناز کی تاکید لکھدی“

مکتوب ۹۲۔ عزیز الدین احمد صاحب کے نام بدایون غرہ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

کو ارسال فرمایا۔

”سناز تہجد کے پڑھنے کی اجازت دی اور حالت عمل خوانی میں اگر احتلام ہوا اور غسل مضر ہو تو تیمم کی اجازت تحریر کی۔“ فقیر اقم عرض کرتا ہے۔ عزیز الدین احمد صاحب مذکور بالا ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ کو اجیر شریف سے حضرت کی خدمت میں بارہرہ حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ خواجہ بزرگ قدس سرہ کے دربار میں اپنے مقاصد کی دعا کیواسطے حاضر تھا مجھے ایسا ہوا کہ حضرت کے پاس جاؤں اس سبب آیا ہوں حضرت نے اون کو دعائے کشائش رزق اور توفیق تخیر قلوب دیکر اگلے دن رخصت فرمایا۔ بعد کو خط و کتابت کے ذریعہ سے اور یہی ہدایات انکو فرمائیں۔

مکتوب ۹۳۔ بیگم صاحبہ اہلخانہ نواب رسول یار جنگ کے نام ۴ ربیع الآخر شریف

۱۳۳۱ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”فدیہ میں ضرورت کیسے ہاتھ (فدیہ کے جانور پر) رکھوانے کی نہیں۔ اور اگر رکھدیں تو نقصان ہی نہیں۔“

مکتوب ۹۴۔ محمد علیم الدین صاحب جہنم پولیس کے نام عثمان آباد دکن ۶ ربیع الآخر شریف

۱۳۳۱ھ کو ارسال فرمایا۔

”کسی ورد (مثل دعائے حیدری شریف) کے پڑھنے میں مولیٰ مشککشاکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی صورت مبارک کا خیال کرنا اور حضرت سے استدعا کرنا جائز بلکہ تحسن ہے اور بزرگان اسلام کا عملہ راہد۔ اسکو بخلاف بتائے وہ دہانی بیدین ہے (یعنی دہانی بیدین ہی ایسے امور استمداد اور استعانت از بزرگان دین و محبوبان خدا فیون اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ناجائز و حرام اور مخالف دین بتایا کرتے ہیں) آپ شوق پڑھیے“

**مکتوب ۹۵۔** حکیم عبد المجید صاحب کے نام لکھنؤ غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”ظاہر آپ کے خواب کے بموجب آپ کی زکات شجرہ زر (جو زیر ہدایات حضرت دی تھی) پوری ہو گئی۔ اب ہر ماہ میں جو تین روز پڑھا جائیگا ان میں پیر منیر (جلالی و جمالی) کی ضرورت نہیں ہے۔ قتلے جو باقی رہ جاتے ہیں وہ عسر (دشواری) دلالت اور کشائش رزق کی واسطے لوگوں کو دیدیا کیجئے۔“

**مکتوب ۹۶۔** شیخ عطا الہی صاحب کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو گجرات (پنجاب) ارسال فرمایا۔

”ہمائش کی کہ اپنی زد جوہر سے موافقت کا برتاؤ رکھیں۔“  
**مکتوب ۹۷۔** زد جوہر شیخ عطا الہی صاحب کے نام غرہ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو گجرات (پنجاب) ارسال فرمایا۔

”تخیر کیا کہ اپنے شوہر کی تابعداری کریں۔“  
**مکتوب ۹۸۔** منشی رضا خاں صاحب کے نام مارہرہ ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ کو مارہرہ ارسال فرمایا۔

”ایسی بے عنوانیوں کا جو درگاہ معلیٰ کے معاملات میں متولیان اور مہملین نے کی ہیں ان کا پرہ ڈالنا دنیا میں بدنامی آخرت میں وبال کا سبب بن ہوتا تو داشتگات حال کثرت سے کہتا۔“ فقیر اقم عرض کرتا ہے۔ حضرت کے دوران قیام حیدر آباد دکن میں کتبہ صاحب نے درگاہ معلیٰ برکاتہ کے انتظامات کی یہاں آکر کچھ دیکھ بہال کی تھی۔ اور بعض صاحبوں نے اپنی ڈالی ہوئی بعض اہل بیتوں کا انخفا کیا تھا اس کے متعلق حضرت کا یہ ارشاد ہے۔

**مکتوب ۹۹۔** برنوردار مولوی حافظ سید آل مصطفیٰ سلمہ کے نام مارہرہ ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

نور چشم مصطفیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ پس از دعا ہائے مزید حیات و حصول صحت و عافیت و علم و دولت واضح رہے عزیز ہو بفضلہ بین بخیر ہوں اور خیر و عافیت تم سب کی مطلوب۔ اس سال سے قبل میں سمجھا کرتا تھا کہ (ایک بہت قریبی عزیز) اپنے فائدہ کی تقریب کرتے ہیں مجھے جو اعانت ہو سکتی تھی کر دیتا تھا۔ سالگزشتہ سے معلوم ہوا کہ یہ تقریب محض ہمارے اور ہمارے اسلاف کے سبب تم کی واسطے ہے اور بزرگوں کی ارواح متبرکہ کے تکلیف دینے کی واسطے۔ لہذا اور تو کچھ نہیں کر سکتے مگر آپ شریک ہو کر تو ارواح بزرگان کو رنج نہ پہونچائیں۔ اپنی علیحدگی اچھی سمجھتا ہوں سالگزشتہ میں خود تو مکان حویلی بہت اصرار سے واسطے قیام مولوی حامد رضا خاں صاحب کے لیا اور پہر اولٹا اور سپر اور ہمپر غصہ اتارا۔ مجھ کو امید ہے کہ وہ خود اس سال مجھ کو معاف ہی رہیں گے میرے اکٹھے اور آراستی افتادہ میں کسی مخالف مذہب میرے کو نہ رکھیں گے۔ میں ہرگز رضامند نہیں ہوں کہ میرے کسی متعلقات میں کوئی بد مذہب آنے پائے یا رہے۔“ فیقر اقم عرض کرتا ہے ان صاحب نے اپنی اوس تقریب میں ۳۴ سالہ میں قرب و جوار کے بعض گاندھوی خیالات کے لوگوں کو بلایا۔ اور اوں لوگوں نے اپنی گاندھویت کی طرف داری میں ہمپر اور ہمارے اکابر پر چوٹیں کیں اور جناب مولانا حامد رضا خان صاحب اور اوند کے یہاں کے طلبہ و دیگر متوسلین اہلسنت کو محض بیجا سخت سست کہا اور آئندہ بھگت فساد پر ہوئے۔ اور پہر اوں صاحب نے اوں گاندھویوں کو روک کر اوندکی مذمت کے بجائے۔ اولے اوں غریبوں پر غصہ اتارا۔ یہ والا نامہ حضرت کا ان صاحب کے اس طرز عمل پر اپنی بحایت دین و سنت ناراضی اور بنیاری کے اظہار میں ہے۔ اور پہر خود ان صاحب کو اسی مضمون کا کرامت نامہ ارسال فرمایا جو آگے درج ہے۔

مکتوبہ۔ ایک بہت قریبی رشتہ دار کے نام مدبرہ ۲۴ چب ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔



نخوی (سجلہ نشینی اپنی) میں اگر مولوی صاحبان بریلی (اہلی خاندان حضرت ذہن  
بریلوی اور ان کے متوسلین علمائے اہلسنت) ہو کے تو (ان کا شہر نام مضافۃً نہ تھا مگر  
پارسال کا واقعہ ہے کہ تجھے خود باصرار (جو علی عاریت) لیکر ادھو نہر دیا اور پھر خود ہی مجھ  
سے اور ان سے ناراض ہوئے مولویان بدایون اور (مولوی) ہادی علیخان مجھے اور میرے  
زرگون سے (گاہ ہو یہ وغیرہ بد مذہبون کیساتھ گہیں بلجائے کیونہ سے) عقیدۃ علیہ  
ہیں۔ پیر کی درگاہ شریف کی مرمت سے خوشی ہوئی مگر مسجد کی کسی نے بھی پروا نہ کی کہ  
جو بہت مخدوش حالت میں ہے ہم مدعی تو سجادہ نشینی کے ہیں اور اصل سجادہ کی جگہ  
اور سجدہ گاہ کا یہ حال ہے۔

مکتوبہ - مولوی محمد فاضل صاحب کے نام الہ آباد ۲۲ رجب ۱۳۳۷ء کو ارسال فرمایا۔  
کامل انصاف کثیر المناقب۔ پس از مرآۃ سنت متمس خدمت مطبوعہ عنایت نامہ  
آج مارہرہ سے واپس شدہ موصول ہوا۔ یاد فرمائی اگرچہ باعث تعجب تھی۔ مگر اس پہلو  
سے سبب شکر یہ بھی ہے کہ ایک اہم فرض دینی تبلیغ و اشاعت دین و خدمت و عظمت  
اسلام و مسلمین پر توجہ دلائی گئی ہے۔ اکابر و اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے جس  
خلوص و للہیت و جوش دینی و حمیت اسلامی سے اس خدمت منصبی و فرض مذہبی  
کو محسن و خوبی و کامیابی انجام دیا وہ اظہر من الشمس و ذہن من الامس ہے اور الحمد  
کہ اس دور فتن اور غربت دین کے ایام میں ہی اس کے خدام اس خدمت اسلام  
کو حسب وحت انجام دے رہے ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء۔  
فقیر اگرچہ اپنی بے بضاعتی علمی و عملی سے اس اہم فرض دینی کی کما حقہ بجا آوری کے  
قابل نہیں پہنچ رہی کم از کم اذن خدام دین کی اذن مساعی جمیلہ و ینفہ میں پیش پیش  
و جلد از جلد کامیابی کی دلی دعا سے غافل نہیں۔ اور اشاعت دین و حفاظت اسلام  
و مسلمین میں خدام دین کی بقدر قدرت جس طرح کی بھی امداد و اعانت میں پڑے

اوسے علماء و علمائے فرض و لازم جانتا ہے۔ اور اگر اس مقصد کیلئے مسلمانوں کی مساعی  
 کسی صورت اجتماعی حلقہ و دائرہ کے نظام میں لائے جائیں گی داعی ہوں تو ان میں بھی  
 شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا جبکہ اوس حلقہ و دائرہ کی تحدید خالص مذہب  
 مہذب اہلسنت و جماعت کے اتباع کامل کے مطابق ہو۔ اور ان غیر مبتدعین و  
 مرتدین و کفار و بدعتیں کسی طرف سے کسی طرح کا دخل و اقتدار نہ پاسکیں۔ جس خالص  
 خطہ ارتداد کے انسداد پر توجہ دلائی گئی ہے غالباً آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ جماعت  
 مبارکہ رضائے مصطفیٰ (علیہ افضل الصلوات و التثانی) بریل نے اس فتنہ ارتداد کے  
 انسداد میں اپنی مساعی عرصہ سے جاری کر رکھی ہیں۔ اور اوس وقت سے جب  
 ہندوستان کی دوسری بہت سی دعویداران حمایت و حفاظت اسلام و مسلمین  
 انجمنیں باوجود اپنی والداری اور فاسخ البالی کے اس فتنہ عظیمہ کی طرف سے بے  
 پرواہی ہوئی تھیں اس غریب سنی جماعت نے باوجود اپنی بے حد کمزوری و مالی  
 حالت اور دوسری گوناگون مزاحمتوں کے محض متوکلانہ خدمت دین کے جوش  
 میں اس فرض دینی کی بجا آوری شروع کر دی ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ و بعونہ جل  
 مجدہ اوسکی مساعی جمیلہ بار و روز بھی ہو رہی ہیں۔ فیقر ہی اس جماعت کا اوس کی  
 مساعی دینیہ میں بیش از بیش و جلد از جلد کامیابی تمام کیلئے اپنی حسب استطاعت  
 مساعی اور دعا گو ہے۔ اور اگر کسی اور خالص سنی جماعت کی طرف سے اس سلسلہ  
 میں اپنی خدمات مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی حدود میں جاری کر نیکا  
 علم اطمینانی ہم پہنچے گا تو اوسکی بھی حسب استطاعت امداد و اعانت سے انشاء اللہ  
 الخیر و برکات و برکت ہو گا۔ اس سلسلہ میں اسقدر اور گوشگزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس  
 فتنہ ارتداد کا انسداد اپنی اہمیت اور اعدائے دین کی زور و زر کی قوت اور زمانہ کی  
 حالت پر لحاظ رکھتے ہوئے جسقدر مصارف چاہتا ہے اوسکا اندازہ فرمایا آپ کو بھی

ہوگا۔ اور مشائخین و سجادہ نشین حضرات جہین آپ نے اپنی اس تحریر کا مخاطب خاص بنایا ہے ان سب کے سب جہین تو اکثر و بیشتر کی مالی حالت جیسی کچھ ہے وہ غالباً آپ کے بھی مخفی نہیں ہوگی۔ ایسی حالتیں فقیر کا یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ نام نہاد جماعت احرار کو جسے اتحاد اتحاد کا غل چاکر ہندوؤں کو اپنی دیرینہ خباثت کے اس طرح بے غوثی سے اظہار کی جرأت بڑبائی۔ اور انھوں نے مسلمانوں کو ہندو بنا کر اس نام نہاد اتحاد کو عملی صورت دینے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور وہی شر دہانند آریہ جسے انہیں نام نہاد احرار نے خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صریح فرامین کو مشرک برستی کی اندھا دہن دین و دانستہ پیٹھ دیکر مسلمانوں کا واعظ و ہادی بنا کر جامع مسجد دھلی کے گمبر بر مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمایا تھا۔ آج مسلمانوں کیساتھ اپنی اس زبانی ہمدردی کے مکاری کے جامہ کو اتار پھینک کر خود آپ کے بقول ہی کہل کر اس (مسلمانوں کو مرتد ہندو بنانے اور اس طرح واقعی طور پر ہندوؤں سے متحد کر نیے) کام میں مصروف ہو گیا۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ نام نہاد جماعت احرار کو خود اسی کے ہی اوٹھائے ہوئے اس جہلکے عظیمہ کے انسداد کی طرف توجہ دلائیے۔ یہ نام نہاد عجائب احرار بزرگ خود حمایت اسلام و حفاظت مسلمین کی واحد ہیگہ دار ہونے کیساتھ ہی بالدار بھی ہے اور آپ کا اس جماعت میں دخل و اثر بھی ہے اگر اس وقت یہ جماعت اس فتنہ کے انسداد میں اسی مال سے ہی جو اس نے مسلمانوں سے حمایت اسلام و حفاظت مسلمین ہی کا نام لیکر اکٹھا کیا ہے مسلمانوں کی اعانت کر دے تو اس سے تبلیغ و حفاظت دین کے ضروری و ظاہری لوازم و ضروریات کی فراہمی میں خدام دین کو ایک معقول حد تک اعانت ملیگی۔ اور اگر کرام و صوفیہ عظام کے سچے اخلاف کو بھی اپنی باطنی و روحانی توت علی و عملی سے مسلمانوں کی صلاح و فلاح اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خدمت انجام دینے میں جو ازکا اصل کام ہے آپ تیار پائینگے۔ جسکے لئے اپنی عزت سی

وہ ہر وقت تیار ہیں۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۴۱ھ از حیدر آباد دکن کوٹھی نواب سدر  
نواز جنگ پوسٹ ماسٹر جنرل۔ الفقیر اسماعیل حسن عقی عنہ القادری البرکاتی الاحمدی۔  
مکتوبہ ۲۔ مولوی عبدالباری صاحب فرنگی علی کے نام ۶ شعبان المکرم ۱۳۴۱ھ  
کو لکھنؤ ارسال فرمایا۔

کامل النصاب کثیر المناقب۔ ہدیہ مسنونہ۔ عنایت نامہ مارہرہ سے حیدر آباد اور وطن  
سے مارہرہ فقیر کو بعد واپسی وطن موصول ہوا۔ فقیر بے بضاعت اگرچہ تبلیغ و اشاعت  
دین و حفاظت و حمایت مسلمانین کی لکاحقہ بجا آوری کے قابل نہیں۔ پہنچ ہی اسلام کی  
برتری اور مسلمانوں کی بہتری کیلئے بارگاہ قادر مقتدر جل مجدہ میں دلی دعا سے غافل  
نہیں۔ ”اجیب دعوة الداع اذا دعان“ اس کا مبارک فرمان ہے۔ اور ادعونی  
استجب لکم سے ناطق قرآن ہے۔ چیز نظر رکھتے ہوئے فقیر کا ایمان ہے کہ وہ رحیم و رحمان  
عم نوالہ ہم گنہگاروں کی معروضات عاجزانہ کو ضرور اپنے فضل و کرم سے انشاء تعالیٰ  
شرف قبول و عزت اجابت بخشے گا۔ اور اعدائے دین کفار و مشرکین و مرتدین و متبعین  
اور ان کے اعوان و انصار سب کو خائب و خاسر فرمائے گا اور اپنے دین کی نصرت و حمایت  
و حفاظت خود فرمائے گا۔ انہ علی ذلک تقدیر۔ فقیر اس دینی مقصد اہم اور مذہبی ضرورت  
لازم میں اپنی حسب و سحت دوسری ظاہری تدابیر سے بھی غافل نہیں۔ اور اپنے حجاب  
و احباب کو اس کے لئے قولا و عملا ترغیب و تحریص دیتا اور ان کی امداد و اعانت میں  
حسب قدرت ساعی ہے اور انشاء الکریم رہے گا اور ہمیں سے بعض اہل خیر برسر موقع  
بہونچ کر حصہ سے خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ اور خدمت دینی کیلئے ہر قسم  
کی سعی کو اپنی حسب و سحت و ضرورت کا رتیار ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی کامیاب و مشکور  
فرمائے آمین۔ آپ پر بھی ظاہر ہے کہ ہم عالم اسباب میں ہیں۔ جہان توکل کے معنی  
تقدیر کر کے نتیجہ حوالہ بتقدیر کرنے کے ہیں۔ اور جہان اب سے پہلے بھی قوت روحانی

کیساتہہ جدوجہد جسمانی اور جذب و کشش باطنی کیساتہہ سعی و تدبیر ظاہری و مخدوہ  
 رہی ہے اور اس اشتراک عمل کی ضرورت اسوقت زمانہ کی مقتضیات اور اپنی با-  
 اعمالیوں عصیان پناہیوں کے ہاتھوں قوت روحانی و کشش باطنی کے رفد بروز  
 کمزور بلکہ قریب بہ زوال کلی ہوتے چھایسے اور بڑھ گئی ہے۔ اور اسباب ظاہری کیساتہہ  
 لینے کیلئے پہلے قدم پر بڑی ضرورت آگرو پیہ کی پڑتی ہے۔ خدام دین کیلئے عیش و  
 راحت کے سامان ہیا کر نیکو نہیں۔ اونہیں تو جو پکے دین کے خدام اور اپنے اسلاف  
 کرام و مشائخ عظام کے سچے اخلاف ہیں اونہیں تو اپنے اکابر و اسلاف کی طرح  
 اب بھی ہر طرح کی جسمانی تنگی و ترشی برداشت کر کے خدمت دین ادا کر نیکی لے آپ  
 انشا اللہ کریم حل مجددہ آمادہ و تیار پائینگے۔ بلکہ اوسکی ضرورت خود دین کی خدمت اور  
 بہائیوں کی حفاظت کیلئے ہے جنہر اعدائے دین نے اپنے دام بچھائے ہیں۔ ایسی حالت  
 میں کیا یہ فقیر اس بارہ میں آپ سے اسلام و مسلمین کی اعانت کی کچھ امید کر سکتا ہے  
 اور وہ بھی اپنے پاس سے نہ ہی آہی بلکہ اسطرح سے ہی کہ آپ اتحادیان ہندو کو جنہوں  
 نے خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صریح ارشادات کو دید و دانستہ چھ  
 دیکر اتحاد اتحاد کا شور مچا کر اور ہندو غلامی اور مشرک پرستی کے جوش میں اسلام مان  
 و حدیث و قرآن ہندو اور انکے طاغوت اعظم (الشیعہ) مردود پڑھنیٹ چڑھا کر آج  
 ہندوؤں کو یہ جرات بڑائی کہ اونہوں نے غریب بے یار و مددگار مسلمانوں پر ہر طرح  
 کے ظلم و ستم جبر و زبردستی توڑ نیکی بعد کہ ہم کہلا بید ٹلک مسلح ہو ہو کر زور و زور کی قوت  
 سے اونہیں دین سے گشتہ کرنا اور اپنے اتحادی پس روؤں کے خواب اتحاد کی مسلمانوں  
 کو ہندو بنا کر تعمیر دینا شروع کر دی۔ تو کہنا یہ ہے کہ کیا آپ ان اتحادیوں میں اپنے  
 بڑے ہوئے اثر و رسوخ سے کام لیکر انکے ایک قائد اعظم ہونکی حیثیت سے اونپر  
 یزور دینگے کہ وہ کم از کم اوسی مال و زر کو جو اونہوں نے خود مسلمانوں سے ہی حمایت و



و حفاظت اسلام و مسلمین ہی کا نام لیکر اکٹھا کیا ہے خدام دین کی خدمت دین و حفاظت مسلمین کے مقصد صحیح میں صرف کر کے کیلئے ویدین تاکہ اوس کے اسباب ظاہری کا سرانجام ہو کر ارباب باطن کی قوت روحانی و جذب باطنی کی مدد و عون نصرت الہی کی حمایت سے انشاء اللہ عز و جل اہم دینی ہم بہ کامیابی و خوش اسلوبی تمام انجام کو پہنچے۔ اور اب کہ اس نامراد سربا فساد اتحاد کا نتیجہ میدینی و ازداد اور مشرکین ہنود کا مسلمانوں پر جبر و استبداد جس پر علمائے دین و ارباب بصیرت و یقین کے پہلے ہی دن متنبہ کر دیا تھا آج خود ولدا و گان اتحاد کو بھی اوس سے انکار کر کے نہیں بن پڑتا ہے۔ کیا ایسی حالتیں یہ فقیر آپسے توقع کر سکتا ہے کہ جس طرح آپ نے اس نامراد اتحاد کی نشوونما اسکی ترقی و فروغ میں اسے حفاظت و بہتری اسلام و مسلمین کا بہت بڑا ذریعہ بنا کر ہر طرح ہمہ تن سعی و کوشش کی۔ آج اوسی طرح تھا صفائی اور پوری کوشش سے اس ناپاک اتحاد کی خباثات اور دین و مسلمین کیلئے اسکی سخت تباہ کن و مضر حیثیت مسلمانوں کے دل نشین کر کے کچھ تلافی مافات بلکہ تعمیر مابہم پر توجہ فرمائی گئی۔ اور اب کہ ہنود علانیہ اور خود آپسے ہی شرکار کار و محمدین کے بقول جتھے بندی کر کے بہ جبر و زبردستی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں سرگرم ہیں سورہ ممتحنہ کی آیہ کریمہ سے غلط و بے محل استدلال کی محض برائے گفت آڑ نہ پکڑینگے۔ یارب یہ غلصانہ دیندارانہ معروضات سماع قبول پائیں۔ فقیر اسمعیل حسن عفی عنہ قادری برکاتی احمدی۔ خادم آستانہ برکاتیہ۔ ۶ شعبان المکرم ۱۳۴۱ھ یکشنبہ از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایڑہ۔

مکتوب ۱۳۴۱۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام ۲۹ شعبان ۱۳۴۱ھ کو اجمیر میں ارسال فرمایا۔

”عل کا پانی استعمال کرو۔ اور گاندھولین اور کہدر پوشی سے اپنے آپ کو بہت بچاؤ“

فقیر اقم عرض کرتا ہے شاہ جی صاحب موصوف جو حضرت قدس سرہ سے مرید و مستفید نیز حضرت کے خلیفہ مجاز بھی تھے اور اداون ایام میں حضرت کے زیر ہدایت حزب البحر شریف کی زکات دینا چاہتے تھے ان کے استفسار کے جواب میں نل کا پانی ایام زکات میں استعمال کر سکتا تھو فرمایا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں اجمیر پاک میں گاندہویوں نے بہت اودھم اٹھار کہا اور کبدر پوشی گاندہویت کی علامت تھی لہذا ان سے احتراز کی تاکید فرمائی۔

مکتوب ۱۰۲۔ ایک اپنی متوسل رئیسہ کے نام حیدر آباد دکن ۱۶ مارچ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

چونکہ آپ سلسلہ میرے بزرگوں میں ابھی منسلک ہیں لہذا ایک مسئلہ بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ صاحبان بدایوں (پیرودان گاندہی و پیرودان لکھنوی) کو الفاظ تعظیمی کہتی ہیں اور اچھا جانتی ہیں اور مسئلہ یہ کہتا ہے کہ جو فاسق کو فاسق نہ جانے کافر کو کافر نہ جانے جب فسق و کفر کی اطلاع ہو جائے تو وہ خود فاسق و کافر ہے۔ لہذا بتاک کہ فاسق و کافر تو بد نہ کرے اور سکو اچھا جانتا اور سکی اعانت کرنا یا اس سے اس سے اچھا جانکر ہمسرہ برتر مانکر بلا وجہ شرعی) اعانت لینا ممنوع ہے۔ اگر آپ میرے اس انتباہ کے بعد بھی اسپر عامل نہوں گی تو مجھے آپ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

مکتوب ۱۰۱۔ حکیم حامد حسن صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۱۹ شوال ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

”جو شخص کہ بد مذہب ہو جائے اس سے ہر شخص کو علیحدہ ہونا چاہیے۔“

مکتوب ۱۰۰۔ نواب رسول یار جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ کو ارسال فرمایا۔

یہ نصیحت بھی لکھی کہ زمانہ بہت خراب ہے اول صرف شیاطین بہکاتے تھے اب ان کے معاون بہت سے مدعیان علم و مشیخت بھی ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچے

اور سب مسلمانوں کو بچائے اور ایمان اور اسلام پر قائم رکھے آمین خم آمین۔

مکتوب ۸۰۔ محی الدین پاشا کے نام حیدر آباد دکن غزہ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو ارسال فرمایا  
”نصیحت لکھی کہ کسی بد مذہب سے خواہ مشائخ ہو خواہ مولوی ہو اور جادوگر وغیرہ سے کسی  
طرح کی نہ اعانت نہ دواسکے خلاف میرے منتسبین اگر کریں گے تو انکو نہ بچے تعلق اور  
نہ بچے ادن سے تعلق۔“

مکتوب ۸۱۔ برادر م سید آل عبا صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۵ ربیعہ ۱۳۳۱ھ  
کو ارسال فرمایا۔

”تم کیسے کہنے سننے کا خیال نہ کیا کرو۔ ہمارا میل جس سے ہوتا ہے وہ الہد کی واسطے اور  
جس سے غلطی ہے وہ الہد کی واسطے۔ ہم کسی کو بد دعا نہیں دیتے۔ جی ہمارے ساتھ  
جیسا کرتا ہے وہ سپرد بخدا رہتا ہے۔“

مکتوب ۸۲۔ اہلخانہ نواب رسول یار جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ  
کو ارسال فرمایا۔

”لکھا کہ جہنک میرے رہتا ہے ہوئے اعمال کریں کسی دوسرے (اسوقت کے عالموں)  
کے رہتا ہے ہوئے اعمال کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ (اسلئے کہ) زمانہ محال میں بہت  
سے جھوٹے مولوی اور مشائخین لوٹے پہرتے ہیں۔“

مکتوب ۸۳۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام اجمیر مقدس ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ  
کو ارسال فرمایا۔

”اجازت زکات حزب البحر شریف لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر دوسرے آدمی بھی اجازت  
کے طالب ہیں اول انکے ایمان و اسلام و طرز معاشرت کی جانچ کرو اور یہ بھی دیکھ  
لو کہ گاندہ ہوئی تو نہیں ہیں جب اجازت دو۔“

مکتوب ۸۴۔ حکیم حامد حسن صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو ارسال فرمایا۔

”آپ کی رائے مناسب ہے کہ آپ میری ہر دو کی بین نکات اور بین گاہ ہر ماہ کی فرصت کر کے میرے پاس آئیں کو میں آپ کو بہت سے اعمال کی نکات دلاؤں اور اس فن اعمال و اذواق و تکیہ و غیرہ کو اس قدر بتا دوں کہ آنحضرتؐ آپ کو بہت ہو جائے کہ آپ کر سکیں۔ یہ فن اب قریب مغفوت ہے نہ کیا و شوق بہت اور کوئی قدر دان ہے۔ سابق میں شاہ القین کو محنت کرتے تھے اور بادشاہ وقت کو یہ نصا اور اعلیٰ قدر کر کے اون کی بہت افزائی کرتے تھے دیکھئے کہ ڈاکٹر لون اور بیٹ لون اور دھلا کی کسی قدر کجائی ہے لہذا وہ فن سیکھتے ہیں۔ کیا اون سے اون قدر کجائی والوں کے سب کام حسب مراد ہو جائے ہیں ہرگز نہیں۔ اور اس فن فالون کی طرف اول تو کوئی رجوع ہی نہیں ہوتا اور ہر یہ چاہا جاتا ہے کہ بال باند یا حسب مراد اون کے فوراً کام ہو۔“

مکتوب ۱۲۔ برادر مہدی آل عبا صاحب کے نام حیدر آباد دکن ساراچرم لکھنؤ  
کو ارسال فرمایا۔

”تحریر کیا کہ (مولوی) عبدالقدیر کے سہو پر مقرر ہونا جو لکھا اگر وہ اپنے باپ دادا کے مذہب اور ہمارے مذہب پر ہوتے تو اوٹو مبارکباد لگتے اب تو ہم اون کو یہ ہی دعا دیتے ہیں کہ وہ بد مذہبی کے چکر سے نکل کر اپنے باپ دادا کے طریقہ پر ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس ریاست کو اور اسکے رئیس کو قائم رکھے اکثر مسلمانوں کی امداد اور اعانت ہو جاتی ہے۔ گویا تفرقہ مسلم و مرتد و بد مذہب کا اوٹو رہا ہے مگر اسمیں رئیس پر کیا چینی کا کم موقع ہے جو لوگ ہشتم میں اون کی صلح کل مذہبی کا یہ رنگ ہے۔ بہر حال ہمارا اگر بالفعل اس ریاست سے کوئی مفاد دینی و دنیوی نہیں ہے۔ مگر اصفیٰ مہول مرحوم ہمارے خاندان کے معتقدین سے تھے اور ہمارے یہاں کے ایک خلیفہ شاہ بد مذہب کو اپنی ریاست میں رکھنا سبب برکت سمجھتے تھے بہر حال ہمارا ہی دینا چاہیے۔ جب

میں گلہ شریف تھا اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوا تھا اور اپنے خیال کو سمجھ کر کیا تھا یعنی مراقبہ فرمایا تھا تو مجھے ایک دہقان سامعہ معلوم ہوا تھا مگر اس کو خواجہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے بہاڑ دیا تھا۔ اب بھی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا کچھ تغیر و تبدل ہوا ہے۔ برار کے مقدمہ میں کوئی مثل رسلان بات ہوتی ہے یا وہ ہی ہے جو جعفر میں نکلا تھا۔ حکیم (حامد حسن) صاحب چونکہ واقف کار ہیں لہذا اونکو نقشِ سخن (وقت ضرورت اپنے مطلوب کو اپنی طرف متوجہ کرینکا) بتاؤنگا۔ ورنہ زمانہ کا حال تو یہ ہے کہ علم نادر ہے واقف کاری ندارد۔ نہیں جانتے کہ اثر کے طرح سے ہوتا ہے۔ جہاں اونکو ادائے خیال میں (اثر) ظاہر نہ معلوم ہوا عمل اور عامل دونوں کی جانب سے عقیدہ گیا۔ عامل کی طرف سے اگر گیا تو چنان نقصان نہ تھا۔ مگر عمل کی جانب سے جانا باعث خسران ہوتا ہے۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ اسلئے کہ ہمارے اعمال المدور رسول کے ارشادات اور بزرگان دین کے کلمات طیبات اور انہیں کے نقوش و تعویذات سے ہوتے ہیں۔ تو ادائیگی طرف سے سو وطن المدور رسول اور محبوبان خدا کی طرف سے سو وطن تک منجر ہوتا ہے اور وہ خسران دینا و آخرت ہے۔

مکتوب ۱۱۳۔ محمد عیوض کے نام سینٹا پور ۲۲ محرم ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”تحریر ہوا کہ جس جلسہ میں بد مذہب و اعظ ہوں ہرگز شرکت نہ کرو۔ زکات جیتک کہ (مال) حد نصاب پہنچا برابر دینا ہوگی۔ سود کسی طرح سے لینا جائز نہیں ہے۔ اگر مطالبہ وقت اور طرح سے وصول ہو لیا جائے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔

محمد عیوض کا خط ۲۳ محرم ۱۳۴۲ھ کو موصول ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ سینٹا پور میں بسلسلہ تبلیغ الاسلام الفقہاء جلسہ کا ارادہ ہو رہا ہے مگر یہ جلسہ پبلک ہوگا اور پبلک ہی منظم ہوگی شاید وہ دیوبندیوں کو بھی طلب کرے تو ایسے جلسہ میں میں حصہ لون۔ ایک شخص کے پاس نہرا روپیہ زکوٰۃ ادا شدہ تھے۔ مگر اب دفعہ میں



کسی مصرف میں نہیں کرتا تو اس پر نکات ہے یا نہیں۔ مسجد کوٹ کی کچھ زمین وقف ہے کاشتکار نے چار سال سے روپیہ نہیں دیا اور نالاش عین سال کی ہو سکتی ہے تو اگر سود لگا کر نالاش کیجائے اور یہ سمجھ لیا جائے کہ چوتھے سال کا روپیہ ہے تو جائز ہے یا نہیں۔ ان استفسارات کے جواب میں حضرت کا یہ والا نامہ ہے۔ اور استفسار اخیر کے جواب میں صرف ممانعت سود کے حوالہ پر اقتصار نظر بحال عوام دغوز سائل ہے کہ کہیں وہ کچھ کا کچھ سمجھ کر اور بات کو کہیں سے کہیں اپنی ناواقفی سے پہونچا کر مال و زر کی طمع میں یقینی غلطی شرعی میں نہ مبتلا ہو جائیں۔

مکتوب ۱۱۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام اجیم پورک دم صفر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔ دو لکھا کہ حرز یحیائی کی زکات بطری مشکل ہے۔ لطائف ستہ کی ترکیب تحریر میں نہیں آتی۔ جب کہی آؤ گے بتا دوں گا۔ شجرہ زر کی اگر زکات دیا جاتا ہے تو ثابت ماہ سے عروج ماہ میں شروع اس کے شرائط کے ساتھ کرو۔ اگر تمہارے پاس ترکیب نہیں تو بھیج دوں گا۔

مکتوب ۱۲۔ تاجمل حسین صاحب کے نام پہا سو ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

دو تو نیک شائش ہیں اور تحریر کیا کہ تسخیر جنات بہت مشکل ہے اس پھیر میں آپ نے فرمایا۔ مکتوب ۱۳۔ محمد یونس کے نام سینٹاپور ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔ دریافت کیا کہ تم نے جو لکھا تھا کہ میں حق کا کام بابتباع پیر میان کر رہا ہوں وہ کام کیا ہے۔ مجھے مطلع کرو۔ جو کام اللہ تعالیٰ کیواسطے ہو گا وہ موجب خوشی کا ہو گا۔

مکتوب ۱۴۔ ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدر آباد دکن ۵ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

برابر کی نسبت لکھا تھا ہری اور قانونی تدابیر سے نکلنا بہت دشوار ہے کسی باطنی

قوت والے کو جیسے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ میں توجہ دلائی جائے تو امید ہے  
 ایک غیر سید مدعی علم و شجاعت بدایونی کی نسبت لکھا) اگر اپنے آپکو سید کہلواتے ہیں کیا  
 تعجب ہے غلہ ارزان می شود (ایک) تم کوئی تعلق ہی اون سے نہ رکھو۔

مکتوب ۸ - برادر صاحب سید ارتضاحسین پیر میا نصاحب کے نام سیتاپور  
 ۳۱ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”وفد جو عبد الصمد (بدایونی) سیتاپور لاتا ہے اسکی اعانت اور شرکت (کی) از روئے  
 شرع (وفد کے ارکان اور ارباب حل و عقد کے گاندھوی خلافتی مذہب - صلح کل  
 مذہب ہونیکے اور ایسے ہی بیانات کرنیکے سبب) میں نے ناہوازی لکھی۔“  
 فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کے جواب میں برادر صاحب موصوف نے تحریر فرمایا  
 کہ اس وفد سے میں علیحدہ رہوں گا مجھے ان سے پرہیز ہے۔

مکتوب ۹ - عبدالحکیم صاحب کے نام قصور ضلع لاہور ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ  
 کو ارسال فرمایا۔

اُن کے سوالات متعلقہ دست غیب علی حزمین والے اور بعض امور متعلق تفسیر کا جواب  
 اور یہ بھی لکھ دیا کہ آجکل بد مذہبی اور اسلام پر ہر طرح سے مذہبی حملے ہو رہے ہیں  
 روحانیات کا منہ ہوتا درکنار وہ ہماری صورت بھی دیکھا نہیں چاہتے۔ اور یہ عمل  
 دست غیب علی حزمین والا میرے اسلاف کے تجربہ کا نہیں ہے علی حزمین کے  
 بیاض سے نقل کر لیا گیا ہے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس جواب میں بد مذہبی  
 پہیلے جانے اور اسکی نحوست پر توجہ دلانا اسلئے ضروری تصور فرمایا کہ ان عبدالحکیم  
 صاحب نے اپنی قیامگاہ مولوی احمد مختار صاحب صدیقی کا مکان لکھا تھا۔ اور  
 یہ مولوی صاحب خلافتی پارٹی کے انیس و چالیس تھے۔ اور اب بھی پورے طور پر  
 تعلق کیساتھ اون سے الگ اور بیزار نہ تھے۔

مکتوب ۱۲۰۔ سلیم صاحبہ نواب رسول یار جنگ صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۶ رجب ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”لکھا کہ بزرگوں کی استعانت لینا فعل محمود ہے۔ (مگر یہ ضرورت نہیں ہے کہ اون کے عزرات مقدسہ ہی پر حاضر ہو کر استعانت کرے بلکہ مستورات کی واسطے بہتر ہے کہ گھر ہی رہ کر استعانت چاہے۔“

مکتوب ۱۲۱۔ ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدر آباد دکن ۲۶ رجب ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”ایک نواب صاحب کی والدہ کی نسبت لکھا کہ اولاد (خط اور تار آیا تھا میں نے جواب بھیج دیا کہ (اون نواب صاحب سے) مجھے کوئی ذاتی رنج تو ہے نہیں صرف اون کے بد مذہبوں کے اتباع کے سبب سے میں علیحدہ ہو گیا ہوں دعا ضرور کرتا ہوں کہ وہ اسلام پر رپور کھٹکے اور ذرا بھی مدد نہت کے بغیر قائم ہو جائیں اور مدد میں۔“

مکتوب ۱۲۲۔ احمد الدخان کے نام حیدر آباد دکن ۲۹ شعبان ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”عمل شیخ اور توفیقہ شیخ جلد تک کہ میں جو شیخ کرنا چاہتا اور جسکو (تسخیر کرنا) چاہتا ہے اور کس واسطے چاہتا ہے (ان سب سے) اچھی طرح سے واقف نہ ہوں نہیں تسلیم کرتا۔“

”قیصر راقم عرض کرتا ہے۔ ان مراتب پر واقفیت کافی طور پر حاصل کر لینا اسلئے ضروری ہے کہ باطل کو کش لوگ اپنے ناجائز اور بیجا مقاصد و اغراض میں ہمارے عمل و توفیق سے مدد نہ پاسکیں۔ جسکے لئے آجکل بہت سے چالاک ان مراتب کو اخفا و ابہام میں رکھ کر کوشاں رہتے ہیں۔“

مکتوب ۱۲۳۔ محمد علیم الدین صاحب کے نام عثمان آباد دکن ۲۹ شعبان ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”تحریر کیا کہ آپ کی ترقی کی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین (ایک نواب صاحب

کی نسبت تحریر فرمایا کہ ادنیٰ جو مشکلات ہیں وہ ادنیٰ اپنے اسلاف صوری و معنوی کی تقلید اور طریقہ چھوڑنے سے ہیں۔ جب پھر اسی طریقہ پر ہو جائینگے پھر آسانیاں ہونگی۔  
**مکتوب ۱۲۴**۔ ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القربانہ کے نام  
 ۱۳۴۲ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔

”اپنے جو توید واسطے صحت (نواب صاحب) تنگوائے میرے تویر سے جب ادنیٰ میری عقیدت نہیں ہے تو فائدہ نہوگا اور مجھے (ادنیٰ) رکاوٹ کا سبب صرف یہ ہے کہ میں نے اپنے گہر کے موردی متوسل کو ادنیٰ لغزشوں (گاندہوں و فتنوں وغیرہم بد مذہبوں سے میل جول وغیرہ) پر تنبہ کیا تھا جواب ادنیٰ (موردی متوسل مذکور) کے بالمشافہتہ ہی کیا جس پر ادنیٰ ہوں نے معذرت چاہی۔ میں نے بیس اکیس برس جو مجھے خدمت ممکن ہو سکی محض بہ خیال نسبت و شکایہ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استاذی مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی۔ اب بھی دعا دیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ادنیٰ کو اسلام پر قائم رکھے اور بد مذہبوں سے بچائے۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس کرامت نامہ کی روانگی کے بعد مگر اس کے موصول ہونے کے پہلے چونکہ مکتوب ایہا نے جو سلسلہ طریقت میں خود حضرت سے توسل رکھتی تھیں۔ ضرورت شدید ظاہر کر کے توید بھیجے پراصر کیا لہذا توید ارسال فرمائیے اور یہ کرامت نامہ ارسال ہوا جو آگے درج ہے۔

**مکتوب ۱۲۵**۔ انہیں کے نام حیدرآباد ۱۹ شوال ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”دلکھ دیباؤ نہکے ادنیٰ (انہیں نواب صاحب) نے میرے مخالفین عقیدہ کا عقیدہ اختیار کیا۔ لہذا میں ادنیٰ سے علیحدہ ہو گیا۔ میں نے اپنے گہر کے ایک موردی متوسل کو ادنیٰ لغزش دینی پر اور ادنیٰ نا فہمی پر کچھ تنبیہ کی تھی۔ وہ خواہ مخواہ کہس پڑے اس سبب میں ادنیٰ سے علیحدہ ہو گیا۔ اگر کوئی دنیوی بات ہوتی اور

وہ مجھے برسرِ پر خاش ہوتے ہیں پرواہ نہ کرتا۔ اور اپنی ہمدردیان جو کی تہین وہ مجھلا لکھیں اس بارہ میں زیادہ لکھا کہ جو عقیدہ سے علیحدگی کی ہے آخر کو یہ لکھا کہ اگر وہ بدعقیدگی سے تائب ہوں اور اپنے اور میرے بزرگوں کے عقیدہ پر ہو جائیں تو میرے تعویذ اثر کریں گے۔ ورنہ نہیں (ان مکتوب الیہا کے ایک زیرِ تربیت رشتہ دار کو) ٹیڑھی مانگ نکالنے پر ملامت لکھی۔ ”فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مکتوب الیہا نے اس کے جواب میں منجانب نواب صاحب بہت معذرت لکھی۔ جس کے جواب میں حضرت نے کرامت نامہ ۱۲۶۷ ارسال فرمایا جو آگے آئے گا۔

**مکتوب ۱۲۶**۔ محمد عوض کے نام سینٹا پور سلخ شوال ۱۲۴۲ھ کو سینٹا پور ارسال فرمایا۔ ”بسیب اس خبر کے کہ تم گاندھوی عقیدہ والوں کے وفد کے طرفدار تھے میں نے تو یزید وغیرہ نہیں بھیجے۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مکتوب الیہ نے اس کرامت صحیفہ کے جواب میں اپنے عریفہ موصولہ ۵ ذی قعدہ ۱۲۴۲ھ میں وفد گاندھویہ سے اپنی قطعی علیحدگی اور ناراضگی لکھی۔

**مکتوب ۱۲۷**۔ ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القربہ کے نام غرہ ذی قعدہ ۱۲۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”آپ نے یہ صاف نہیں لکھا کہ (ادن نواب صاحب نے) گاندھوی اور عبدالباروی عقائد سے توبہ کی یا نہیں اس سے ضرور مطلع کیجیے۔“

**مکتوب ۱۲۸**۔ والدہ صاحبہ نواب سید محبوب علی خان صاحب کے نام ۳ ذی قعدہ ۱۲۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔

”میں جہاں ناخواندہ ہو کر کسی گہر نہیں پڑتا ہوں“

**مکتوب ۱۲۹**۔ نواب بہادر دل خان صاحب کے نام حیدر آباد ۱۰ جمادی الاول ۱۲۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔



”آپ کے اس کہنے سے دل بہت خوش ہوا کہ میں حضرت قدس سرہ کے جوادوں ایام  
میں بسلسلہ علاج لکھنؤ تشریف فرما تھے (مصارف علاج ادا کرونگا۔ اگرچہ فقیر کا مکہ

تورب اکبر پر ہے۔“

مکتوب ۱۳۲۔ طفیل رسول صاحب کے نام سہارن ۹ رجب ۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔  
”توافق زوجین کا تقوید (ماریہ کے قرب و جوار کے ایک رئیس کی زوجہ کیلئے) میں کرونگا  
یہ سمجھا دینا کہ (توافق کا) ہونا نہونا بالکل قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے۔ میرا کام صرف  
باقاعدہ دعا کرنا ہے قبولیت اور اسکے اختیار میں ہے۔“

مکتوب ۱۳۱۔ اہلخانہ نواب نذیر جنگ کے نام حیدر آباد دکن ۲۹ رجب ۱۳۴۳ھ  
کو ارسال فرمایا۔

”رسالہ عقائد نامہ (منظومہ) اور مسدس (شوکت اسلام) بھیجا اور تحریر کیا کہ میں نے  
اپنے متعلموں اور مترشدوں اور شاگردوں کو (جن میں ایک خود یہ بیگم صاحبہ بھی  
تھیں) جو وصایا اور نصائح کی ہیں وہ سب آئین میں آپ پڑھیے اور نواب صاحب  
کو بھی پڑھائیے اور اوپر عمل کیجئے۔“

مکتوب ۱۳۰۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام احمد آباد گجرات سوم شعبان  
۱۳۴۳ھ کو ارسال فرمایا۔

”لکھا کہ دعوت جلالی و جمالی میں روغن پہولون کا سر میں ڈال سکتے ہو مشک و  
عنبر وغیرہ نہیں ڈال سکتے۔“

مکتوب ۱۲۹۔ برادر صاحب مکرم سید ارتقا حسین صاحب کے نام غرہ ذیقعدہ  
۱۳۴۳ھ کو سینا پور ارسال فرمایا۔

”تم (برادر زادہ حضرت قدس سرہ کے کہانا پکا دینے) کے بارہ میں جو لکھا اور نہیں  
نے اپنی شاہی اور زیر باری میں اور میرے زیر بار کرانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا مگر

مین صدر رحم قطع نہیں کیا چاہتا۔ بولو (حضرت کی ہمیشہ فقیر کی طبری عمدہ محترمہ) اون  
(متر) کو کہا نا پا کا کر دیا کرین مین قیمت دو لگا۔

مکتوب ۱۳۴۔ ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القربہ کے نام ۳۳  
محرم ۱۳۴۲ھ کو حیدرآباد ارسال فرمایا۔

”جنکے سبب سے وہ (نواب صاحب) مجھے کشیدہ ہوئے وہ تو مارہرہ اور لکھنؤ میں اپنی لغزشوں  
کے عذر خواہ ہوئے اور مجھے خواستگار معافی ہوئے مین نے تو اپنا کام منصبی اور مقتضائے  
ہمدردی کیا تھا یعنی (اون نواب صاحب کو) بددینوں اور بد مذہبوں کے اتباع سے منع کیا  
تھا۔ بہر حال اب بھی مین اونکے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اونکو متصلب دین حق  
پر کر دے اور رکھے۔“

مکتوب ۱۳۵۔ ایک بہت قریبی عزیز کے نام حیدرآباد ۱۲ محرم ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔  
”زندہ بہتے منسوب ایک بڑے جہدہ پر منصوب ایک رئیس کی نسبت تحریر فرمایا کہ اونے  
(جو) مین اس بار (اونکے حضرت کی خدمت میں حاضر آنے پر) ملا تھا تو اونکی تقریر سہیں  
جیسا انہیں ندوی وغیرہ سمجھتا تھا او سمیں کمی ہوتی تھی۔ مگر میری غلطی تھی وہ پکے  
ندوی صلح کل اور معتقد حسن نظامی ہیں۔ افسوس۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ  
مکتوب اور ایسے ہی اور جو اوپر گزرے اور آگے آتے ہیں وہ حضرت قدس سرہ کے  
سینت مین تصلب اور بغیر خوف و متہ لائم اظہار حق و صاف گوئی کے مظہر ہیں اور ہمارا  
مقصد خاص اسے انہیں صفات کا اظہار ہے۔ کسی پر کوئی ناروا حملہ یا دل آزاری  
مقصود نہیں۔ مکتوب ایسے جب حضرت کا ارشاد اون رئیس تک پہنچایا تو اونہوں  
نے اپنے معتقد خواجہ حسن نظامی ہوئے (حسب تحریر مکتوب ایسے) سخت برارت ظاہر  
کی اور حضرت کی خدمت میں یہ کہنے کو کہا کہ ”آپ نے اپنے فرض منصبی پورا کیا جبکہ کمال  
شکر یہ مجھ کو تبتیہ فرمائی میری لغزشیں بہت بہت مین اللہ تعالیٰ سے عفو کی دعا فرمائیے۔“

مکتوب ۱۳۶۔ ایک نواب صاحب کی ایک بزرگ رشتہ دار اقرب القربہ کے نام حیدر آباد  
۲۰ محرم ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

۵۔ کہہ تاکہ (دہ نواب صاحب) بخت تو عطا ہی ہو گئے آپ کی خاطر سے کہتا ہوں کہ پانچون  
کھلے اور ایمان مہمل بھیل کی تجدید کر کے توبہ کر کے دعا کریں اللہ تعالیٰ نجات دے لگا اور ایک دعا  
ہی کہی "فقیر اقم عرض کرتا ہے۔ تشریح جو ابھی مکتوب ۱۳۵ کے تحت میں گزری یہاں  
بھی ملحوظ رہے۔ یہ صحیفہ قسیدہ ان مکتوب ایہا کے معروضہ کے جواب میں جو ادون  
نواب صاحب کی پریشانیوں کے اظہار کے بعد ان کے لئے طلب دعا میں آیا تھا  
ارسال فرمایا گیا تھا۔ اس کے جواب میں مکتوب ایہا نے اپنے معروضہ موصولہ ماہ  
صفر ۱۳۴۲ھ میں مطلع کیا کہ وہ پانچون کھلے مع ایمان مفضل و مجمل پڑھتے ہیں۔

مکتوب ۱۳۷۔ والدہ صاحبہ سید محبوب علی خان صاحب کے نام ۲۹ صفر ۱۳۴۲ھ کو حیدر آباد ارسال فرمایا۔  
"سائل سے زیادہ یہ ہے کہ درگاہ الہی میں معذرت کریں۔"

مکتوب ۱۳۸۔ ایک نواب صاحب کے نام حیدر آباد یازہم شریف سید الاول شریف کو حیدر آباد ارسال فرمایا  
"جو کافر کو کافر (ادسے کفر پر اطلاع کے باوجود) نہ جانے اور شریعت خود کفر کا حکم لگاتی  
ہے (مولوی) عبد الباری کے اقوال و افعال فسق سے گزر کر حد کفر تک پہنچتے ہیں۔ آپ کو  
(مولوی) عبد القدیر سے (بوجہ ادنیٰ مخالفت و پس روی و مداحی گاندہویہ وغیرہ بد مذہبوں  
اور ادون (مولوی) عبد الباری) سے علیحدگی (باتباع احکام خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم) چاہیے کسی بزرگ کی نسل میں ہونے سے دائرہ شریعت سے کوئی باہر  
نہیں جاسکتا (کہ اس بنا پر اس سے مواخذہ نہ ہو سکے اور اس کا خلاف شرع قول  
و فعل جائز ٹھہر جائے) یہ مسئلہ کہ چار سے زیادہ منکوحہ عورتیں کوئی مسلمان (ایک ساتھ)  
نہیں رکھ سکتا آپ کے پیش نظر ہوگا۔" فقیر اقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف  
سے یہ دینی نصیحت ملتی اور حکم شریعت واضح ہوتا ہے کہ جو شخص دین و مذہب حق اسلام

وسنت سے جس قدر دور ہوا اس سے اویس قدر مسلمان دینداروں کو اجتناب اور بیداری لازم ہے۔ اگرچہ وہ مخالف دین و سنت کتنا ہی جاہ و رسوخ دنیا میں رکھتا اور کیسا ہی مدعی علم و شیخت پیر پیر زادہ وغیرہ بنتا ہو۔ کہ ان سب رشتوں علاقوں کا قیام و بقا و استحکام اور اونکی وجہ سے وقت و عزت سب مشروط بہ استقامت بر اسلام و سنت ہے۔ والا فلا قال عز وجل یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا ابائکم و اولیاءکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان الایہ و قال تعالیٰ اصلہ الذ علی علم و قال انہ لیس من ابائکم انہ عمل غیر صالح۔ نیز اس مکتوب شریف سے ہمارے حضرت قدس سرہ کا تعلق نبی اور استقامت بر سنت اور بے رور عایت صاف گوئی و اظہار حق ہی روشن ہے۔ اور یہی اس مکتوب شریف اور اس کے امثال سے واضح کرنا ہمیں مقصود۔

مکتوب ۱۳۹۔ نواب بہادر دل خان صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔

”مظالم تجریہ در حجاز پر توجہ دلائی کہ یہ اسلام کا سخت وقت ہے جو ہو سکے (اہلسنت مظلومین حجاز شریف کی کفالت اور تجدی مظالم کے دفع میں) امداد کیجئے۔“

مکتوب ۱۴۰۔ اصغر علی شاہ صاحب کے نام لدھیانہ تیسری ماہ مبارک صیام ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا

”میرے خاندان کے متوسل محض اپنی خوش عقیدگی سے اپنے مقاصد فقیر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں انکو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نام لکھ دیا کرتا ہوں۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف سے حضرت قدس سرہ کا کس نفس و تواضع عیان ہے۔ نہ ہند شاخ پر پیوہ سر بر زمین۔

مکتوب ۱۴۱۔ شیخ عطا الہی صاحب مذکور سابق کے نام ۱۴ ماہ صیام ۱۳۴۲ھ کو ڈیڑھ غازی خان ارسال فرمایا۔

”اونکی بی بی کے متعلق فہمائش کی کہ اسے ملائمت اور دلجوئی کا برتاؤ کریں۔“

مکتوب ۱۲۲۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست کوہ شوال ۱۳۳۴ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”رئیس اور ریاست کی خیر منائے بے طرح دہائی قادیانی ہندو پرست بد مذہب گہے  
 ہیں۔“ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اس مکتوب شریف سے حضرت قدس سرہ قلب  
 مبارک میں بد دینوں بد مذہبوں کی طرف سے جو اتباع احکام دین نفرت نامہ تھی  
 وہ عیان ہے نیز ہمیں اس پر انتباہ ہے کہ بے دینوں اور بد مذہبوں کا قرب و دخل موجب  
 قہر الہی ہوتا اور بے برکتی لاتا ہے۔ جیسا کہ یہی اللہ و رسول و ائمہ دین کے ارشادات  
 سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الباطنة من دینکم لایا لکم خیالا  
 وقال جل جلالہ لاترکوا الی الذین ظلموا فتمکم النار وقال علیہ الصلاۃ والسلام المر مع  
 من احب و فی غنیۃ الطالبین سیدنا الخوٹ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت  
 مستعد عانی طریق فخذ طریقاً آخر و المزید فی طرد المبتدعین۔

مکتوب ۱۲۳۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست کو دوم ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”سنا چہ اور دہائی اور ندوی اور قادیانی کے داخل ہونے سے افسوس ظاہر کیا اور  
 یہ بھی لکھا کہ (اوس ریاست سے) شائق حج اور زیارت سنی نہیں جاتے تھے اب  
 بد مذہب جا رہے ہیں جنکی غرض ابن سعود کی مبارکبادی ہے۔“ فقیر راقم عرض  
 کرتا ہے تشریح بالا یہاں بھی اور اسکے امثال آنے والے مکاتیب شریف میں بھی ملحوظ  
 مکتوب ۱۲۴۔ ملک عبدالعزیز صاحب کے نام لاہور ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ کو ارسال فرمایا۔

”صورۃ دسیرۃ اتباع شریعت کے بارہ ہیں ہے اور طریقہ محاسبہ کا بھی بتایا ہے“  
 فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ اصلاح نفس کیلئے محاسبہ بہترین طرق مشائخ کرام میں  
 سے ہے۔ جسکا بیان یہ ہے کہ شب کو جب بستر خواب پر سونے کیلئے بیٹے تو اللہ  
 عز و جل کو دانا اور مینا جانتے ہوئے سوچے اور یاد کرے کہ آج جب سے بیدار ہوا  
 تھا او سوقت سے اب تک کیا کیا کام اسنے کئے۔ اور انہیں کتنے موافق احکام خدا



در رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ اور کس قدر مخالف۔ کیونکہ اپنے حرکات و افعال و اقوال و احوال پر اپنا علم حضوری ہے جس قدر اسے اطلاع ہو سکتی ہے وہ غیر کیلئے غیر مبسر ہے۔ اسکے سامنے اسکے تمام کام جو اس دوران میں کئے ہوئے آئیں گے۔ انہیں سے جو خلاف مرضی و حکم خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اور پیر شرمندہ ہوا آئندہ کیلئے اونسے بچنے کا عزم بالجزم کرے۔ اس طرح دوسرے کے اسکے برے کام بتانے اور اونسے بچنے کی نصیحت کے نفس امارہ کو برا لگجانے اور اس طرح اون نافرمانیوں ہی پر معاذ اللہ اصرار اور مزید میں مبتلا ہو جائینا کا جو خطرہ خصوصاً اس زمانہ میں بہت زائد ہے وہ بھی دور رہیگا اس لئے کہ اب کوئی غیر تو کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہم خود ہی اپنا حساب لے رہے اور اصلاح کر رہے ہیں۔ اور اس محاسبہ کا سلسلہ جاری رکھنے سے ان شرار اللہ تعالیٰ و بحسن توفیقہ و کرمہ جل مجدہ بہت جلد وہ دن آئیگا کہ اسکے تمام حرکات و سکنات افعال و اقوال و احوال موافق احکام و مرضی خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو جائیں اور یہی فوز عظیم اور مرتبہ ولایت مستقیم ہے۔

مکتوب ۱۲۵۔ ملک عبدالعزیز کے نام لاہور ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”ڈاڑھی رکھانے کی تاکید اور نماز قضا کے عمری کی ترکیب لکھی۔“ فقیر راقم  
 عرض کرتا ہے کہ نماز قضا کے عمری کی ترکیب جو حضرت قدس سرہ نے اپنے شجرہ  
 مبارکہ مطبوعہ کے آخر میں ضروری ہدایات کے ذیل میں لکھوائی ہے حسب ذیل  
 ہے۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں  
 باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔ اور سب کو بقدر طاقت رفتہ رفتہ  
 نہایت جلد ادا کریں کابلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض نہ  
 ہو باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا قضا نمازیں جب متعدد ہوں مثلاً سو

بارکی فجر قضا ہے تو ہر یون نہت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھے قضا پہلی ہر دفعہ یون کہیں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھے قضا ہوئی یعنی جب ایک لوا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نہت کریں۔  
 قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن رات کی بیس رکعت ادا کیجاتی ہیں اس کرامت نامہ کے حصول کے بعد اسکے جواب میں مکتوب الیہ موصوف کے اپنے معروضہ موصولہ ہر ذی الحجہ میں عرض کیا کہ "میں نے دائرہ ہی منڈوا کے سے حسب نصیحت حضرت قویہ کر لی دعائے استغاثہ حضرت فرما میں" نصیحت شرعی ماننے پر ذی الحجہ میں اور مزید ہدایت پر مشتمل کرامت نامہ اسکے جواب میں حضرت کے اذہن ارسال فرمایا جو آگے آتا ہے۔

مکتوب ۱۲۶۔ محمد عیسیٰ کے نام سینا پور ۲۲ ہجری ۱۳۳۳ھ کو ارسال فرمایا۔  
 "تم نے نجد یون کی گستاخی اور بے ادبی کا حال جو مدنیہ مطبوعہ میں کی ہے سنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو دھان سے دور کرے اور ادن (نجدیہ خبثاء) کو متہور کرے۔"  
 مکتوب ۱۲۷۔ ملک عبد العزیز صاحب کے نام ۸ ہجری ۱۳۳۳ھ کو لاہور ارسال فرمایا۔  
 "میں نے خطاؤں کے دائرہ میں رکھانے پر اپنی خوشی کا اور فہمائش اس کو حد شرعی پہن کر نیکار بھیجا۔ فیقر اقم عرض کرتا ہے اسی کرامت نامہ کے جواب میں مکتوب الیہ موصوف نے اپنے معروضہ موصولہ دوم محرم ۱۳۳۴ھ میں عرض کیا "دائرہ صلی کے بارہ میں جیسا ارشاد ہوا ویسا ہی ہوگا۔ مجھے بیعت آپ سے کرنا ہے کیا ہوگئی ہے یا کیسے ہوگئی" اسکے جواب میں حضرت نے ۱۹ محرم ۱۳۳۵ھ کو اپنے ایک کرامت نامہ میں انہیں مختصر بیعت کی حقیقت اور شرائط سے مطلع فرمایا۔ جس کے جواب میں اپنے معروضہ موصولہ ۲۲ محرم ۱۳۳۵ھ میں انہوں نے اپنا ارادہ بیعت کا مصمم ہونا اور اس کی خواہش کرتے ہوئے اس کی شرائط ضروریہ پر کاربندی کا اقرار نامہ بھی حاضر

کیا۔ جسکے جواب میں حضرت نے کرامت نامہ عن ۱۵۰ ارسال فرمایا جو آگے آئے گا۔  
**مکتوب ۱۴۸۔** نواب سید سردار علی خاں صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کو ارسال فرمایا  
 اورنگ آباد (دکن) میں ہمارے مرشد طریقت حضرت بہاء الدین قدس سرہ کا مزار شریف ہے  
**مکتوب ۱۴۹۔** نواب بہادر دل خاں صاحب کے نام غازی آباد ۲۲ محرم ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”سودی لین دین کی ممانعت لکھی۔“ فقیر قائم عرض کرتا ہے۔ انہوں نے تجارتی  
 کاروبار اور ساہوکاری کا کام جاری کرینکا ارادہ ظاہر کیا تھا جس پر یہ ہدایت فرمائی۔  
**مکتوب ۱۵۰۔** ملک عبدالعزیز صاحب کے نام ۲۶ محرم ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”شجرہ مطبوعہ بھیجا اور خط بھی بھیجا کہ میں نے آپکو (غائبانہ) داخل سلسلہ عالیہ قادریہ  
 کر لیا تھوڑی شیرینی پر فاتحہ اپنے سلسلہ کے پیروں کا دیکر اول آپ کہا میں نے بعد کو  
 تقسیم کر دیجئے۔ اور اپنے سلسلہ کو جمیع سلاسل سے افضل سمجھیے اور اپنے پیران طریقت  
 کو اپنے حق میں بہت تہمت تبلیغ سب (پیران سلاسل) سے افضل سمجھیے۔“  
**مکتوب ۱۵۱۔** ایک خیر طلب کے نام ۲۲ صفر ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔  
 میں آپ کیواسطے اور آپکے رئیس کے اور ریاست کیواسطے برابر دعا فلاح (کی) کر  
 رہا ہوں۔ آپکے یہاں ندوی بخاری دہانی قادیانی گاندھوی بہت سے گہے ہوئے  
 ہیں خیال کیجئے کہ ابن سعود مردود کی ندویوں نے دیوبندیوں نے کیسی طرفداری اور  
 اعانت کی ہے جنہیں غیر مقلدین اور دہانی بھی شامل ہیں اور آپکی ریاست سے  
 یہ سب اعانت پاتے ہیں۔ پھر خدا کا غضب کیوں نہ ہو اور تینہ کیوں نہ ہو اسی سبب  
 سے دعا کی شنوائی میں دیر ہوتی ہے۔“

**مکتوب ۱۵۲۔** انہیں کے نام ۲۲ صفر ۱۳۴۵ھ کو ارسال فرمایا۔  
 ”مونہ کے پکنے کا علاج تحریر کیا کہ گوندنی کے پتوں کا غرغہ کریں اور اسکے ثمر بخنہ  
 کہا میں اور منجن جو میرا بنایا ہوا ہے اسکا استعمال کریں۔ آپ نے جو اپنے رئیس

اور رہا ہے۔ مگر اس کا ذکر ہو گا کہ بنو ہاشم اور آپ کے قہر کے  
 کرتا ہوں۔ فیقرانم عرض کرتا ہے۔ لیکن بوالعزت قدس سرہ کے موقوفہ ہوں  
 ہوئے۔ اور اس کے بڑے صاحب کربل بنی۔ بنو ہاشم سیر تک آدھراؤ شہید آدھراؤ  
 بیشک کو دیکھو کہ اب بنو ہاشم کی تہذیب کی تہذیب۔ اول بنو لے کر آئی وغیرہ کسی برتن  
 میں کہ کر ہلا کر کر کے بریس لے۔ اور شہر دنگ مٹی کے برتن میں بند کر کے پور  
 سے گل مکتی بنو ہاشم مٹی ہو پورا اس برتن کو آگ میں آدھراؤ کہ تک جل جاتے  
 ہو مراد سے ہوا بیس لے۔ اور شہر دنگ کو گیل کر کے اور کربا بگینی اور مصطفیٰ کو دیکھ ہی  
 پیس کر ان سب کو ہم دے بنی بنو ہاشم ہو گیا۔

مکتوب ۵۳۔ فیقرانم محمد بن ابی غنہ کے نام میں حضرت شہداء کو برقی ارسال فرمایا۔  
 ”کہا ہے اس قرآن مجید کی جلد بند کرنا اور سیکھنا اور بار بار ہر کی مسجد دن کے مرت  
 ہو جائے گا اور حق میں میان قدس سرہ کے روضہ کی مرت کا ہر وقت خیال ہے اس  
 تعالیٰ میرے اندر من میں کر دے آمین ثم آمین“۔ فیقرانم عرض کرتا ہے۔ اس  
 مکتوب شرافت میں جس قرآن مجید کا ذکر ہے۔ وہ وہ ہے بوالعزت قدس سرہ کو حضرت  
 کے امام رضا آئب قبلہ حضرت سید شاہ نور الحسن صاحب مقفون نے حضرت کے حفظ قرآن  
 مجید کے آغاز کے بعد دریافت کیا اور اسی میں حضرت نے قرآن مجید یاد فرمایا۔ اسکی جلد بندی  
 خود حضرت نے حیدر آباد دکن میں جلد کرائی۔ اور جن مساجد کا ذکر آیا ان میں سے سب کا  
 کی مسجد ہے جو حضرت کے والد ماجد حضرت جدی سید شاہ محمد صادق صاحب قدس  
 سرہ مقفون نے حضرت کے ختم حفظ کلام مجید کے بعد اسکی تہذیب میں حضرت کی فائز  
 برتھیر خانی اور جو قرب دیوار میں! اعتبار عارت ہی اپنی آپ نظیر اور محمد الہ اس وقت  
 تک آباد ہے۔ اور بار بار ہر کی مسجد قدیم خانقاہ عالیہ برکات ہے۔ ان دونوں مساجد  
 کی ہر طرح کی خدمت لمانت و تاذین و تعمیر و دشنی و فرش وغیرہ حضرت قدس سرہ

ابنی بیات شریف تک فرما کے رہے اور شکرگاہ کی مرمت بھی شروع کرادی جسکی تکمیل  
فقیر انجم نے بھونہ لوائی کرادی اور سب مقدرت خدمات مذکورہ بالا ہو کر رہا ہے۔  
نیز روضہ حضرت سید شاہ زرقانی برادر اعیانی حضرت عبدالعلی سید شاہ حمزہ دایع  
درگاہ برکاتہ مطہرہ بواہیک عرصہ سے کہنہ و بوسیدہ تھا اور سکی درستی کی تیاری بھی  
حضرت قدس سرہ نے آغاز فرمادی تھی اور بعد وصال حضرت قدس سرہ فقیر نے بیعت  
میں کئی آستھامی درگاہ محلی اور سے ہی بفضلہ تعالیٰ انجام کو پہنچا دیا۔ اس مکتوب شریف  
سے حضرت کا تعلق خاطر اور محبت قلبی معابد تمبر کہ اور آثار مقدسہ سے عیاں ہے جو بیان  
روح ایمان ہے کما قال اللہ تعالیٰ انما یعبد اللہ من امن بالہ والیوم الآخر الایہ۔

مکتوب ۱۵۴۔ ملک عبدالعزیز صاحب کے نام لاہور ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو ارسال فرمایا۔  
آپ نے جو عمر دی میرے لکھنؤ (بخرض علاج) جانے کے متعلق اعانت و خدمت کی  
(ابنی آبادگی کی) لکھی اس سے آپکی سعادت مند ظاہر ہوئی خوش ہوا۔ ہمارے پاس  
جو اسبابی آرام کی چیزیں اکٹھے۔ دیہات۔ املاک جو زمین وہ سب (ہمارے اسلاف  
کرام کے) معقدین کی (بلا طلب) خدمت کا ظہور ہے۔ میں اپنے بزرگوں کے حکم  
موجب دست حاجت بطلب یا بحسن طلب (یعنی وہ طلب جو ظاہر میں طلب نہ  
معلوم ہو) کی بجائے (بہ جز قادر مطلق) بیابان تحقیقی علم لوالہ) دراز کرنے کا مجاز نہیں  
البتہ اللہ و لا لکد کا حکم ہے جو خدمت کرے اور سکو قبول کر دے منگتانه ہو۔

مکتوب ۱۵۵۔ نواب سید سراج علی صاحب کے نام حیدر آباد دکن ۲۲ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ  
کو ارسال فرمایا۔

آپکو جو خانقاہ (برکاتہ) اور مسجد شریف (برکاتی) کامرمت کا خیال ہے اسکا پاس  
گزار ہوں۔ بزرگوں نے توارنگے واسطے بہت آمدنی چھوڑی تھی۔ مگر اولادنا خلف  
نے اوڑا کر تلف کر دی وہ خیال میرے پیش نہاد بہت بین اول تو مرمت مسجد





جج تجو نکرین اور دہان کے (امور مذہبی کے محکمہ سے) وہ فتویٰ شائع کر کے  
ابن سعود کی اعانت کیجائے اور جج کے جانے کی اس سال ترغیب دیجائے  
افسوس صد افسوس۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ یہ کرامت نامہ نجدی فتنہ کے  
زور کے زمانہ میں تحریر فرمایا تھا جبکہ ہندوستان کے علمائے کرام اہلسنت نے نجدی  
مظالم اور بے دینی اور ضلالت حرمین مطہرین و حجاز مقدس سے دور کرنا اپنی  
استطاعت کے مد نظر علاج التوائے جج تجو نکر کیا تھا۔

مکتوب ۱۵۸۔ انہیں کے نام ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو ارسال فرمایا۔

بجس ریاست میں کہ وہابی پنجری نجدی اور سعودیوں وغیرہ بد مذہبوں کی اعانت  
کیجا چکی ہو اور سپر جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی نہ ظاہر ہو تو تعجب ہے میں دعا یہودی نہیں  
دریاست کرتا رہتا ہوں۔

مکتوب ۱۵۹۔ انہیں کے نام ۶ ذیحجہ ۱۳۲۵ھ کو ارسال فرمایا۔

وہ آپ کیواسطے رئیس دریاست کیواسطے دعا کرتا ہوں (مگر) آپکے یہاں تو وہابی  
پنجری قادیانی سعودی دیوبندی بہرے ہوئے ہیں پہر اوسکا وبال کیوں نہ ہو۔  
فقیر راقم عرض کرتا ہے چونکہ مکتوب الیہ اپنی خیر طلبی کے سبب اپنے یہاں کی  
مصائب کے دفع کیلئے طالب دعا رہتے تھے۔ لہذا حضرت بمقتضائے خیر  
خواہی دینی و تہذیب سنیت دعا کے ساتھ دینی نقطہ نظر سے مصائب کی علت  
پر بھی متنبہ فرماتے رہتے تھے۔

مکتوب ۱۶۰۔ عبدالجلیل صاحب مجسٹریٹ ریاست پٹنہ کے نام ۱۹ محرم ۱۳۲۶ھ کو ارسال فرمایا۔  
چونکہ خدائے تعالیٰ کے دربار سے ہر کام ایک کادار کے سپرد ہے یہاں (ہندوستان)  
کے کاروبار سلطان الہند حضرت خواجہ عزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہیں  
کبھی بوقت وصحت وہاں حاضر ہوا آئیں۔



مکتوب ۱۶۱۔ مولوی نظام الدین ہٹا کے نام سورہ اجمادی الاول ۱۳۴۶ھ کو تحریر فرمایا۔  
 دہلیوں کی عادت مستمر ہے کہ وہ ایسی جہونی پائین لکھا پڑھا کرتے ہیں۔ بالکل غلط  
 ہے مولوی نقی علیخان صاحب کا نہ یہ رسالہ نہ سینتا پور مطبع صبح صادق میں چھپا  
 جس سر غلط ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مولوی نقی علیخان صاحب جنگو سخت برا  
 جانیں اور اپنے رسالوں میں (برا اونکو) لکھیں (پھر) انہیں پکا مسلمان اور  
 عالم لکھیں۔ فقیر راقم عرض کرتا ہے۔ مولوی نظام الدین فیض الدین صاحب  
 زادت فضا بلہم خلیفہ مجاز حضرت قدس سرہ کا ایک کرم نامہ اسی تاریخ فقیر کے  
 نام آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ایک دیوبندی نے اپنے ایک بھائی زبان کے رسالہ  
 میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نقی علیخان صاحب والد ماجد حضرت مولانا  
 مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ نے اپنی کتاب (فرضی اختراعی و ہایہ)  
 تحفۃ المقلدین میں جو مطبع صبح صادق (قائم کردہ حضرت جید امجد فقیر راقم)  
 میں طبع ہوئی ہے رشید احمد اور قاسم نانوتوی کو عالم اور پکا مسلمان  
 لکھا ہے۔ آپ کے علم میں اس کتاب کے متعلق کیا ہے۔ اگر شایع ہوئی ہو تو وہ  
 عبارت (دوبارہ گنگوہی و نانوتوی) اس میں ہے یا اور کوئی نقی علیخان صاحب کی  
 جانب سے چھپی ہے آپ کو جو معلوم ہو مطلع فرمائیے اشد ضرورت ہے۔ یہ اونکے  
 خط کا خلاصہ ہے۔ چونکہ فقیر راقم اس زمانہ میں خالقہ سے غیر حاضر بریلی وغیرہ  
 گیا تھا۔ لہذا ضرورت دینی کے لحاظ سے حضرت نے فوراً ان کے جواب میں یہ  
 مکتوب شریف ارسال فرمایا۔

مکتوب ۱۶۲۔ ایک خیر طلب کے نام ایک اسلامی ریاست کو ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا  
 (دوران کے رئیس کیلئے) محض بانوٹ دینی و ہمدردی اسلامی فلاح کی دعا کرنا لکھا  
 اور یہ کہ ریاست میں بد مذہب کہیں گئے ہیں اور وہ ایسے کام کرتے ہیں جو موجب



قہر خدا ہوں۔ نجدی خجستانے اکابر ائمہ والہ بیت طہارت و حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وصحابہ وسلم اور انکے ماثر و مشاہد و آثار کے جو گستاخیان کین اور دین اور اہل دین  
جو مظالم توڑے اور انکے دفع کیلئے غریبائے اہلسنت نے ایک تدبیر التوائے حج کی تجویز  
کی تھی۔ مگر آپ کی ریاست کے محکمہ امور مذہبی سے بہت پھر اور یہ ہودہ استدلال پسندی  
حمایت نجدیہ میں نکلا اور ایسے ہی اور کثیر رقوم جو مصارف خیر کے نام سے ہدم دین  
واعانت متدعین (کہ خود بھی بحکم حدیث ہدم دین ہے) میں صرف ہوتی ہیں۔ ایسے  
امور موجب غضب خدا (حسب ارشاد خدا و مصطفیٰ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)  
ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق نیک دے آمین۔“

مکتوب ۱۶۳۔ انہیں کو، ۲ شعبان ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

”رئیس و ریاست کی واسطے دعا کرتا ہوں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی بجد کام  
(دخول و قرب متدعین وغیرہ) ہوتے ہیں تو میری دعا کیا اثر کرے گی۔“

مکتوب ۱۶۴۔ اہلخانہ نواب بہادر دل خان صاحب کے نام حیدر آباد دکن یازدہم شریف  
شوال ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

”دعا کرنا میرا کام ہے۔ نتیجہ کی میں کچھ ذمہ داری نہیں کر سکتا۔“

مکتوب ۱۶۵۔ محمد دلایت حسین صاحب کے نام میرٹھ ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

”مجھے میں قوت نہ میں عمل سہرا دکھا چاہوں دیگر اعمال جب قوت ہوگی بتاؤنگا۔“

مکتوب ۱۶۶۔ شاہ جی نصیر الدین صاحب کے نام علی پور ضلع سورت یازدہم شریف

ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کو ارسال فرمایا۔

”محمد میان نے شجرہ اور خلافت نامہ میری طرف سے لکھ کر اور میرے دستخط کرا کر  
اور مجھے سنا کر میری اجازت سے سید نصیر الدین صاحب کو علی پور ضلع سورت بھیجا  
اور خط میں لکھ دیا کہ مذہب مہذب اہلسنت و جماعت پر مضبوطی سے قائم رکھو



اور بد مذہبون (تفصیلہ و ندویہ و دہلویہ و متصوفہ و ملاحدہ وغیرہ) سے قطعاً  
 و نفرت اور بقدر علم و وقت ضرورت اوس کے رد و طرد کو فرض و اہم خدمت دین جانکر  
 اہل اسلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کیجئے۔ ان شروط ضروریہ و دیگر شروط معلومہ عند  
 اہل ہندہ الطریقہ کیساتھ آپ کو اجازت ہے۔“

بالحق

الحمد للہ آج ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ پنجشنبہ کے دن زوال سے پہلے فقیر اس مجموعہ  
 مبارکہ کی جمع و ترتیب سے حویلی سجادہ نشینی خالقہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ بین بنجر و غوبی  
 فارغ ہوا۔ اور آج پنجشنبہ سوم رجب ۱۳۵۴ھ قبل زوال محمد اللہ تعالیٰ تفتیح و مقابلا  
 تحشی وغیرہ سے فارغ ہو کر بہم و جود یہ مجموعہ مکمل ہو گیا۔ اگرچہ حضرت قدس سرہ  
 کے تقریباً پینتیس سالہ روزنامہ کا مزید تفصیل اور بعض دیگر مسودات کا تجسس  
 کرنے سے اور بھی مکاتیب شریفہ لمحفص یا مکمل غالباً ملین اور بہت سون کے حوالے  
 اس وقت ہی حضرت کے روزنامہ بین ہمیش نظر بین۔ جہنم سے اکثرین حاجت مندین  
 کو ادنیٰ مختلف ضرورتوں اور حاجتوں کیلئے ادعیمہ اور ادو وظائف و نقوش وغیرہ  
 تعلیم فرمائے ہیں۔ مگر چونکہ اوس کے حوالے بہت ہی مختصر مثلاً اس طرح سے ہیں کہ  
 فلان کو دفع سحر کی دعا بتائی فلان کو تسخیر کا عمل بتایا۔ لہذا فقیر نے اوس کو درج نہیں کیا  
 سر دست اسی قدر پر اکتفا کیا۔ مزید جو دستیاب ہونگے۔ انشا اللہ تعالیٰ  
 آئندہ اضافہ کر دیئے جائینگے۔

محمد میان قادری عفی عنہ